2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب ہذا مکتبہ بہاولپور
ناشر بہاولپور ریذیڈنسی کراچی
سے نواب صادق کے ۹۴ خطوط
کا انتخاب ۲۲ خطوط بہاولپور
کے زیر عنوان شائع کیا گیا

شیخ بڈھن جلد ساز
16-3-985 پتھر کی مسجد جنگلگوڑہ

خطوطِ بہادر یار جنگؒ

مرتبہ: نذیر الدین احمد

Shaik Bodhan.
BOOK BINDER.
Resedent. Patther Ki Masjid,
16-3-985 Chanchalguda, Hyd-A. P.

خطوط بہادر یار جنگ

مرتبہ:

مولوی نذیر الدین احمد صاحب
میونسپل کونسلر

بہ اہتمام
ابراہیم بن عبداللہ مسقطی

طبع اول: ایک ہزار

تاریخ اشاعت: جون ۱۹۶۸

قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

کتابت: غوث محمد

طباعت: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس

سرورق ڈیزائن: ایم اے غفار (آرٹسٹ)

طباعت سرورق: یونائیٹڈ پریس

بہ اہتمام: ابراہیم بن عبداللہ مسقطی

ملنے کے پتے: ادبی ٹرسٹ بک ڈپو
کنارا بینک بلڈنگ عابد روڈ حیدرآباد
حیدر اینڈ سنس مچھلی کمان حیدرآباد
انجمن ہندویہ چنچل گوڑہ حیدرآباد

ترتیب

عرضِ حال — نذیر الدین احمد میونسپل کونسلر

خط نمبر	نام مکتوب الیہ	صفحہ نمبر
۱-	فرخ مرزا فرخ دہلوی معتمد	۱
۲-	لیاقت اللہ لیاقت جنگ۔ بلدہ حیدر آباد	۳
۳-	میر مجلس انجمن تنظیم المسلمین جیورگی گلبرگہ	۴
۴-	غلام محمد خاں رکن بلدیہ حیدر آباد	۵
۵-	سید شاہ بلیغ الدین حسینی ورنگل	۶
۶-	گشتی مراسلہ	۸
۷-	محمد عبدالستار محبوب نگر	۹
۸	احمد عبداللہ المسدوسی محبوب نگر	۱۰
۹-	(نامعلوم) بلدہ حیدر آباد	۱۱
۱۰-	سلطان احمد نقشبندی ورنگل	۱۲
۱۱-	محمد بہادر خاں دولت زئی بلدہ حیدر آباد	۱۳
۱۲-	سید خواجہ عبدالعزیز۔ نظام آباد	۱۵

۱۳- جناب صدرامین صاحب کوتوالی سمت افضل گنج ۱۶
۱۴- محمد ابراہیم وکیل (ناندیڑ) ۱۷
۱۵- غلام احمد (نظام آباد) ۱۸
۱۶- سید افضل علی (جالنہ) ۱۹
۱۷- انیس الدین احمد (بیڑ) ۲۰
۱۸- خان بہادر سید احمد (اورنگ آباد) ۲۱
۱۹- غلام احمد خاں صوبیدار (اورنگ آباد) ۲۱
۲۰- صاحبزادہ محمد علی خاں (نظام آباد) ۲۲
۲۱- سید مرتضیٰ (بڑودہ) ۲۴
۲۲- اخلاق حسین زبیری (ناندیڑ) ۲۷
۲۳- زین العابدین تقدیر (میسور) ۲۹
۲۴- سید ابراہیم نہری (عثمان آباد) ۳۰
۲۵- مہتمم توشہ خانہ عامرہ بلدہ حیدرآباد ۳۲
۲۶- انیس الدین احمد (بیڑ) ۳۲
۲۷- محمد علی خاں (نظام آباد) ۳۳
۲۸- محمد تاج الدین (ایجنٹ) ۳۴
۲۹- عبداللہ جوزف (بمبئی) ۳۵
۳۰- حکیم ابو یوسف (ناندیڑ) ۳۶
۳۱- جلیل احمد (نظام آباد) ۳۸

۳۲- قیصر عثمانی (ورنگل) ۳۹
۳۳- لقاء اللہ پانی پتی (پانی پت) ۴۰
۳۴- قاسم علی جیراج بھائی (بمبئی) ۴۰
۳۵- عبدالمنان (امراوتی) ۴۱
۳۶- سیٹھ احمد حاجی عمر (پونا) ۴۲
۳۷- امام بیگ رونق (حیدرآباد) ۴۳
۳۸- قاضی فصیح الدین (کریم نگر) ۴۴
۳۹- سیٹھ غلام محمد کلکتہ والا (بمبئی) ۴۴
۴۰- غلام احمد (نظام آباد) ۴۵
۴۱- ولی محمد (نظام آباد) ۴۶
۴۲- نذیر احمد خجندی (بمبئی) ۴۷
۴۳- سید سلطان محی الدین بہمنی (مدراس) ۴۸
۴۴- سیٹھ غلام محمد (بمبئی) ۴۸
۴۵- سید ابراہیم بخشی (برار) ۴۹
۴۶- محمد عبدالستار (محبوب نگر) ۵۰
۴۷- محمد اسمٰعیل خاں (کلیانی) ۵۱
۴۸- ایس بی دھانورے (بیدر) ۵۲
۴۹- حکیم محمد عاقل خاں (دہلی) ۵۲
۵۰- عبدالصمد سراج الدین (گلبرگہ) ۵۳

۵۱-	میر باسط علی خاں (ورنگل)	۵۴
۵۲-	سید کلیم اللہ قادری بلدہ حیدرآباد	۵۴
۵۳-	غلام احمد (نظام آباد)	۵۷
۵۴-	محمد امیر (بلدہ حیدرآباد)	۵۸
۵۵-	محمد ذکریا منیار (بمبئی)	۵۹
۵۶-	خواجہ نواب (بلدہ حیدرآباد)	۶۰
۵۷-	غلام احمد (نظام آباد)	۶۲
۵۸-	ناظم امور مذہبی (بلدہ حیدرآباد)	۶۴
۵۹-	سیٹھ قاسم علی جیراج بھائی (بمبئی)	۶۵
۶۰-	مولانا ایس اے ایچ ناطق (ناگپور سٹی)	۶۶ ۶۸
۶۱-	ابوظہیر خالدی (لاہور)	
۶۲-	آغا حشر حشری (بمبئی)	۶۹
۶۳-	محمد آغا ذکریا منیار (بمبئی)	۷۰
۶۴-	علی محمد جمال جالنہ	۷۱
۶۵-	میر باسط علی خاں (ورنگل)	۷۳
۶۶-	غلام احمد (نظام آباد)	۷۴
۶۷-	محمود عالم (قاضی پیٹھ)	۷۵
۶۸-	یاور علی خاں (گلبرگہ)	۷۹

۶۹-	سردار فضل محمد خاں (گلبرگہ)	۸۰
۷۰-	حکیم یوسف (ناندیڑ)	۸۱
۷۱-	جلیل احمد (نظام آباد)	۸۲
۷۲-	محمد احمد عرفانی (پنجاب)	۸۳
۷۳-	عبد علی قیومی (عثمان آباد)	۸۴
۷۴-	علی اسد اللہ خاں (بلدہ حیدرآباد)	۸۵
۷۵-	صدیق علی خاں (ناگپور)	۸۶
۷۶-	صدیق علی خاں (ناگپور)	۸۷
۷۷-	فضل احمد (دہلی)	۸۸
۷۸-	سید اسد اللہ (بلدہ حیدرآباد)	۸۹
۷۹-	محمد خواجہ معین الدین عابد	۹۰
۸۰-	احسن عثمانی (دہلی)	۹۱
۸۱-	ناظم معلومات عامہ (بلدہ حیدرآباد)	۹۱
۸۲-	مرزا امان اللہ بیگ (لاہور)	۹۲
۸۳-	محمد اصغر علی (اورنگ آباد)	۹۶
۸۴-	راغب احسن (کلکتہ)	۹۷
۸۵-	ارشاد الدین (جے پور)	۹۸
۸۶-	قناعت شمالی (بلدہ حیدرآباد)	۱۰۰
۸۷-	نامعلوم (مدگل)	۱۰۰

۸۸- عبدالصمد خاں (راجستھان) ۱۰۱
۸۹- اختر قریشی (مدراس) ۱۰۳
۹۰- نامعلوم (پالن پور) ۱۰۴
۹۱- ایڈیٹر "زمزم" ۱۰۵
۹۲- سید احمد جانباز (عثمان آباد) ۱۰۸
۹۳- عبدالصمد راجستھانی (جے پور) ۱۰۹
۹۴- سید محمود (بلدہ حیدرآباد) ۱۱۱

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

عرضِ حال

فروری ۱۹۶۸ء میں قائدِ ملت کے نقوشِ قلم کی اشاعت کے پروگرام کے تحت "نگارشاتِ بہادر یار جنگ" کے زیرِ عنوان نواب صاحب کے مضامین شائع کیے گئے۔ اس اشاعت کی دوسری کڑی خطوطِ بہادر یار جنگ تھے جو میری تلاش و جستجو کا ثمر تھے۔ لیکن اسی اثنا میں بہادر یار جنگ اکیڈیمی کی شائع کردہ کتاب۔ "مکاتیب بہادر یار جنگ" دستیاب ہوئی جس میں ۶۰۴ خط شریکِ کتاب ہیں ان ہی خطوط میں سے ۹۴ خطوط کا یہ مختصر انتخاب پیشِ خدمت ہے۔

مزید چار انتخاب بھی عنقریب اسی کتاب کے حوالے سے شائع کیے جائیں گے تاکہ قائدِ ملت کے عقیدت مندوں تک یہ مقدس امانت پہنچ جائے۔

نواب بہادر یار جنگ کو ہم سے جُدا ہوئے پورے ۲۴ برس ہوئے (تاریخ رحلت ۲۵ جون ۱۹۴۴ء) نئے حالات و نئی فضا میں پرورش

پائی ہوئی نئی نسل نواب بہادر یار جنگ کے نام سے تو واقف ہے لیکن اس مردِ قلندر اور عاشقِ رسولؐ کے قومی خدمات سے بہت کم نوجوان واقف ہوں گے۔

۳ فبروری ۱۹۰۵ء کو بہادر خاں حیدرآباد میں پیدا ہوئے سات دن کے تھے ماں کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ نانی سے ماں کی محبت ملی۔ علوم متداولہ کے حصول کا ذوق بچپن سے تھا، خوش قسمتی سے نامی علمائے وقت کے آگے زانوئے ادب طے کیے۔ ادب، فلسفہ، مذہب، منطق، فقہ کی تعلیم پائی۔ عربی اور فارسی زبان پر انھیں عبور حاصل تھا اور مطالعہ نے انھیں خود زندہ کتاب بنا دیا تھا۔ ۱۸ سال کا سن تھا۔ والدِ بزرگوار چل بسے۔ جاگیر کی گراں بار ذمہ داریاں ان کے دامن سے وابستہ ہوگئیں۔ ۸ برس تک جاگیر کی تنظیم جدید کی اور ان سارے انتظامات کے ساتھ ساتھ پانچ لاکھ کے قرض کی ادائی کا مکمل انتظام ہونے کے بعد نویں سال حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا حجاز، فلسطین، شام، مصر، ترکی، ایران، وسطِ ایشیا اور افریقہ کا دورہ کیا۔

بعد واپسی حج بیت اللہ ۱۹۲۷ء میں مجلس تبلیغ اسلام کی بنیاد ڈالی۔ نرم بستر اور گرم لحاف میں آرام کرنے والے اس نوجوان نے جو اقبالؔ کا شاہین زادہ تھا، ۳ سال تک گاؤں گاؤں کے دورے کیے، سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور ۲۰ ہزار

نفوسِ انسانی کو اس پاک وطاہر انسان نے جس کے کردار کی پاکیزگی کو دیکھ کر عہدِ صحابہ کا پرتو سامنے نظر آتا تھا اسی بہادر خاں نے منصرف مشرف بہ اسلام کیا بلکہ ان کی دینی تعلیم اور روزگار کے سامان بھی پیدا کیے۔

میلادالنبی کے مبارک جلسوں سے محمد بہادر خاں کی عوامی زندگی کی ابتدا ہوی۔ رسول کا ذکر عاشق رسول کی زبان سے مزہ دینے لگا عشق رسول میں دل کے چراغ جلنے لگے۔ میلاد کی ان ہی محفلوں کی بدولت نواب صاحب کی جادو بیانی کا شہرہ اقطاع ہند میں پھیل گیا۔ ایک محفلِ میلاد میں جبکہ ذکرِ منیر جاری تھا دوران تقریر حسبِ پروگرام بادشاہِ وقت نواب میر عثمان علی خاں نظام الملک آصف جاہِ سابع محفلِ میلاد میں تشریف لائے نواب مرحوم نے وہیں سے اپنے موضوع کو بدلا اور بادشاہِ وقت کو مخاطب کرتے ہوئے اس مردِ قلندر نے کہا:

"محمد عربی کے اے تخت نشین وتاج پوش غلام آیئں تجھے بتادوں کہ اس شہنشہ کونین کی نظر میں انداز ملوکیت کیا تھے"

اس عاشقِ رسول کی زبان سے سیرۃ طیبہ کے انداز ملوکیت پر گوہر افشانی کا سلسلہ شروع ہوا تو خطابت کے اعجاز نے اس موضوع کو اس قدر دل نشیں بنادیا کہ آصف سابع کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ بار بار زانو پر ہاتھ مارتے اور تقریر کے جملوں کو

دہرانے کی فرمائش کرتے ـــــ وہ رات شاید اعلیٰحضرت نظام دکن کی زندگی کی پہلی رات تھی جس رات محمد بہادر خاں نے نظام دکن کے دل میں رسولؐ کی محبت کے چراغ کو پوری آب و تاب کے ساتھ روشن کیا۔

مجلس اتحادالمسلمین ۱۹۳۳ء تک مسلمانوں کی ایک برائے نام جماعت تھی۔ نواب صاحب کی خصوصی توجہ نے اسے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت میں تبدیل کر دیا۔ وہ ۱۹۳۹ء میں پہلی بار اس جماعت کے صدر منتخب ہوئے اور قوم نے نواب صاحب کی آخری سانس تک پھر کسی اور کو اس عہدے کے لیے منتخب نہ کیا۔ جس جماعت کا دفتر ابتداً ایک کمرے میں تھا، نواب صاحب کی کوششوں کی بدولت تین وسیع و عریض عمارتوں اور اس سے ملحقہ ۲۴ ہزار گز زمین (جس کا نام دارالسلام رکھا گیا) مجلس اتحادالمسلمین کے دفتر کے لیے خریدے گئے۔ ریاست حیدرآباد کی اس واحد سیاسی تنظیم کا جال ۴ صوبوں، ۱۶ ضلعوں اور (۱۰۹) تعلقوں اور تمام قصبات و دیہات میں پھیلا ہوا تھا۔ تنظیم اس درجہ مکمل و منظم تھی کہ خود ارباب باب حکومت "اس کی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہ کر سکے۔ اسٹیٹ مسلم لیگ کے صدر اور قائد اعظم کے دست راست کی حیثیت سے نواب صاحب کی جادو بیاں تقریریں ہندوستان کے کونے کونے میں ہوئیں۔ نواب صاحب

نے اپنی تقریروں کے ذریعہ مردہ قوم کے مردہ افراد میں آثارِ زندگی پیدا کیے۔ منزل سے بیگانہ منزل آشنا ہوے۔ نواب صاحب کی نوائے شوق و صدائے حق نے لوگوں کو جگایا اور اس طرح مسلمانوں کو ان کی اپنی منزل ملی۔ ۲۵ جون ۱۹۴۴ء کی ایک منحوس شام ایک منحوس دعوت میں دعوت سے قبل یزیدیوں نے حقہ پیش کیا نَے منہ سے لگائی تھی کہ اللہ رسولؐ اور آلِ رسولؐ کا ذکر کرنے والی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چُپ ہوگئی

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

زیرِ نظر کتاب میں نواب صاحب کے ۹۴ خطوط شائع کیے جارہے ہیں۔ ان خطوط میں کچھ خطوط نجی حیثیت کے حامل ہیں۔ اور اکثر خطوط میں قومی مسائل کا ذکر ملتا ہے۔ بعض خطوط کے مطالعہ کے دوران سیاسی، معاشی، ادبی اور ثقافتی تحریکوں کے بارے میں ماضی کے گمشدہ حقائق کا سراغ ملتا ہے۔ نواب صاحب کے ان خطوط میں ایمان کا نور، قومی مسائل کا ذکر، قوم کے شاندار مستقبل کے لیے تڑپ موجود ہے، شعور و احساس کی تڑپ اور ایمان کامل کے باعث اس مردِ حق نے زہرِ ہلاہل کو کسی بھی مصلحت کے تحت قند نہ کہا اور حق کا یہ کڑوا پن بھی آپ کو ان خطوط میں ملے گا۔

نواب مرحوم کے نام خط لکھنے والوں میں طالب علم، مزدور

مدرس، عالم، جاہل، عہدیدار سب ہی ملیں گے وہ ہر روز ۹½ سے ۱۰½ تک خطوط کا مطالعہ کرتے اور ان کے جوابات قلمبند کرواتے اور کبھی مصروفیات کے باعث یہ سلسلہ منقطع بھی ہو جاتا نواب صاحب کے پرسنل سکریٹریز کی بیاضوں میں ان خطوط کی نقلیں محفوظ ہو جایا کرتیں۔ خطوط کے جوابات لکھوانے کا یہ سلسلہ ۲۵ جون ۱۹۴۷ء تک جاری رہا۔

نواب مرحوم کے مقرب خاص مولوی شاہ عالم خاں صاحب کا قوم پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ جنھوں نے ان خطوط کی کاپیوں کو نواب صاحب کے انتقال کے بعد اپنے پاس محفوظ فرمالیا اور اس طرح یہ عظیم سرمایہ محفوظ رہا اور امتدادِ زمانہ کی نذر نہ ہو سکا۔

آخر میں میرا خوشگوار فریضہ ہے کہ میں ان اصحاب کا شکریہ ادا کروں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں مدد فرمائی۔

(حضرت قائدِ ملت کے برادرزادے) نواب نصیب خاں صاحب، جناب سرور خاں صاحب معزز رکن بلدیہ نے مکاتیبِ بہادر یار جنگ کی فراہمی میں میری بڑی مدد فرمائی۔

جناب سید جلال صاحب قہر نے پروف کی صحت کی ذمہ داری قبول فرما کر مجھے ممنون فرمایا۔

جواں سال آرٹسٹ جناب ایم اے غفار نے بغیر کسی معاوضہ کے سرورق کا ڈیزائن بنایا جس سے کتاب کی ظاہری خوبصورتی

میں چار چاند لگ گئے۔

جناب عبدالقادر صاحب ٹائپسٹ کی خصوصی دلچسپی و ہمدردی نے میرے کام کو آسان کر دیا۔ اور ساتھ ہی جناب رحیم علی خاں صاحب، جناب یوسف علی خاں صاحب اور جناب سردار علی خاں صاحب سابق رکن بلدیہ نے بھی میری مدد فرمائی۔

میرے دوست جناب سیٹھ ابراہیم بن عبداللہ صاحب نے اس کتابچہ کی اشاعت میں ہمیشہ کی طرح میری مدد فرمائی اور حق تو یہ ہے کہ اُن کے تعاون کے بغیر اس کی اشاعت ممکن نہ تھی۔

والسّلام

نذیرالدین احمد

نیوسیل کونسلر

چیلہ پورہ۔ حیدرآباد۔۲

(۱)

جناب فرخ مرزا صاحب فرخ دہلوی

سکریٹری بزم ادب تیموریہ

جناب محترم زاد الطافکم

السلام علیکم۔ یوم ظفر کا دعوت نامہ پہنچا۔ فرزندان تیمور اور بابر کی بیداری میرے نزدیک طلوع صبح ایشیا کے برابر ہے۔ میں اس حرکت پر مبارک باد عرض کرتا ہوں۔ اور شاہان مغلیہ کے عقیدت مند کی حیثیت میں یہ عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ فرزندان تیمور نے جس دن شمشیر و سناں کو چھوڑا اور چنگ و رباب سے دوستی کی۔ وہی دن ان کی تباہی اور بربادی کا دن تھا۔ آج آپ ظفر کی یاد منا رہے ہیں۔ ان کی ذاتی خوبیوں میں کسی کو کلام نہیں لیکن شاہان

مغلیہ کے آخری اور شمشیر بردار نہیں بلکہ شعر گو بادشاہ کی حیثیت میں میں ان کی یاد منانے کو فرزندان تیمور کا اپنی شکست۔ اپنی ذلت۔ اپنی رسوائی اور اپنی بربادی کی یاد منانا سمجھتا ہوں۔ مجھے اس بزم ادب کی شرکت سے معاف فرمایئے جس سے اندیشہ ہے کہ کہیں بابر و تیمور کی عظمت کو میرے دل سے نہ مٹا دے۔ اس دن کی تیاری کیجئے جس دن آپ تیمور صاحبقرانی۔ بابر فاتح ہندوستان شہنشاہ اکبر اور شہنشاہ عالمگیر کی صحیح معنوں میں یاد منانے کے قابل ہو جائیں آنکھوں سے چلتا ہوا آؤں گا اور اپنے عقیدت کے بوسوں سے آپ کے دست و پا کو رنگین کر دوں گا۔ حاشا دکلا جو کچھ کہا گیا وہ آپ کی تنقیص کے لیے نہیں بلکہ قلب میں سلگتی ہوئی آگ کی چنگاریاں تھیں جو بے ساختہ نکل پڑیں۔ معاف کیجئے۔ آپ کے دکھے ہوئے دلوں کو اور دکھانا مقصود نہیں ہے بلکہ مردہ دلوں میں جو شرابِ ادب سے موت سرمدی کا سامان کر رہے ہیں، حیاتِ ابدی کے لیے تڑپ پیدا کرنا مقصود ہے۔

آپ کا مخلص اور فاتحین مغلیہ کا عقیدتمند

بہمن ۱۳۴۷ف

(مطابق دسمبر ۱۹۳۷ء)

مولوی لیاقت اللہ صاحب

جناب مکرم زادت الطافکم

السّلام علیکم۔ گو میں نے اس ادارے سے راست کوئی تعلق نہیں رکھا لیکن ملک کے ایک خدمت گزار کی حیثیت سے دارالصنّاع" موقوعدیل قدیم سے کچھ نہ کچھ دلچسپی رکھتا ہوں۔ یہ سن کر مسرت ہوئی تھی کہ آپ نے اس کو اپنی سرپرستی میں لیا ہے اور آپ کی حُسن سعی سے منجانب سرکار اس کے لیے ایک گراں قدر امداد بھی منظور ہوی ہے لیکن اب یہ سن کر سخت افسوس ہوا کہ وہاں کی چند انتظامی خرابیوں کی وجہ سے آپ نے اس سے بالکل علٰحدگی اختیار کر لی ہے۔ جو وجوہ اس علٰحدگی کے آپ نے اپنے خط موسومہ جناب فضل محمد خاں صاحب میں تحریر فرمائے ہیں، میں نے ان کو غور سے پڑھا اور اس کے بعد محض ایک مفید کام کی بقا کی خاطر یہ عرض کرنے پر مجبور ہوا ہوں کہ عالی ہمتی کا تقاضا تو یہ ہے کہ جو شکایات اور خرابیاں اس ادارہ میں پیدا ہوی ہیں وہ آپ کی توجہ اور طاقت سے رفع ہوں نہ کہ آپ اس سے علٰحدگی فرما کر ایک مفید ادارے کو ورطہ تباہی میں ڈال دیں۔ اور سرکاری عطیہ کا برباد ہونا گوارا فرمالیں۔ اگر میرے یہاں اتنا وقت ہوتا کہ میں تھوڑی توجہ بھی اس کی طرف کر سکوں تو فوراً اس کام کو

اپنے ہاتھ میں لیتا اور آپ ہی کی امداد سے تمام خرابیوں کو رفع کرتا۔ لیکن میری مصروفیات اور ان کی وجہ سے عدیم الفرصتی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اس لیے ملک کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ ازراہ کرم اس سے اس وقت تک اپنا تعلق منقطع نہ کیجئے جب تک کہ اس کو خرابیوں سے پاک اور مضبوط بنیادوں پر قائم نہ کر دیں۔ اس کی ایک بہترین صورت میری نظر میں یہ ہے کہ ملک کے متعدد صنعتی مدارس کی طرح سررشتۂ تعلیمات اس کو اپنی زیر نگرانی لے لے۔ محل وقوع کے اعتبار سے میں اسے نہایت موزوں مقام پر پا رہا ہوں اور نظام تعلیم میں تبدیلی کی جو اسکیم حکومت کے پیش نظر ہے اس سے اس کی کما حقہٗ تکمیل ہونے کا یقین رکھتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ میری اس منصفانہ مداخلت کو معاف فرما کر میرے معروضات پر اولین فرصت میں غور فرمائیں گے۔

بہمن ۱۳۴۷ف

(۳)

میر مجلس صاحب انجمن تنظیم المسلمین جیورگی
تعلقہ اندولہ ضلع گلبرگہ

مکرمی! السلام علیکم۔ خط پہنچا۔ انجمن کے اغراض و مقاصد دیکھ کر مسرت ہوی۔ خدا آپ کو کامیاب کرے۔ مدرسہ کی امداد کے

لیے معتمد صاحب صدر انجمن اسلامیہ (نبی خانہ مولوی اکبر۔ اردو شریف) کو توجہ دلایئے۔ میں بھی بہ حیثیت رکن صدر انجمن اسلامیہ کوشش کروں گا کہ امداد جاری ہو جائے۔ دار المطالعہ کے قیام سے مسرت ہوی۔ میری طرف سے اخبار "صدق" (لکھنؤ) قبول فرمایئے اور ان کو یہ لکھ دیجئے کہ میرے یہاں دی۔ پی روانہ کر کے قیمت وصول کرلیں اور آپ کے نام اخباری جاری کر دیں۔ کیا خوب ہوتا کہ آپ ورزشِ جسمانی کا بھی ایک شعبہ قائم کر دیتے۔ مسلمانوں کی جسمانی حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے۔ اس کو سنبھالنے کی ضرورت ہے۔

۲ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۴ جنوری ۱۹۳۸ عیسوی)

(۴)

مولوی غلام محمد خاں صاحب (یم اے)

رکن مجلس بلدیہ۔ سعید آباد کیمپ

خان صاحب مکرم

آپ کا دلچسپ خط پہنچا۔ حاشا وکلا یہ خیال نہ تھا کہ اپنی ذمہ داری آپ کے سر تھوپوں۔ میں تو خود ہی تقسیم کرتا لیکن اس کا خیال تھا کہ آپ اس کو اپنے وارڈ میں مداخلت نہ سمجھیں۔ اپنی غفلت کی تلافی کا میں خود ہی انتظام کروں گا۔

شُبان المصدقین کے جلسہ میں آپ کی تقریر نے تو مجھے بہت خوش کیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں آپ سے لفظاً لفظاً متفق ہوں ہم لوگ چونکہ قومی کام کے میدان میں نئے ہیں۔ بلکہ ابھی قدم رکھا ہے اس لیے اختلاف رائے کی ہم میں برداشت نہیں ہے۔ جو قوموں کی زندگی میں ہمیشہ رحمت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس کو مخالفت بنا لیتے ہیں۔ آپ اطمینان رکھیے کہ میرے قلب کے کسی گوشہ میں آپ کی طرف سے اس تقریر کی یا کسی اور وجہ سے کسی رنج کا کوئی مقام نہیں۔ خدا آپ کو اچھا رکھے۔ اور آپ کے اخلاص و عمل کی مثالیں پیدا کرے۔ فقط

۲ اِسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۴ جنوری ۱۹۳۸ عیسوی)

(۵)

سید شاہ بلیغ الدین حسین صاحب

عقب دیول ہزار ستون۔ ہنمکنڈہ۔ ورنگل

مکرمی!

گرامی نامہ بے رنگ ہو کر پہنچا۔ آپ کے اسلامی درد کو دیکھ کر مسرت ہوی۔ قرآن کی بامعنی و مطلب تلاوت ہی کو میں صحیح تلاوت سمجھتا ہوں۔ اور خطبۂ جمعہ کو بھی میرے خیال میں اردو ہی میں ہونا چاہیئے۔ اس کی نسبت اپنے خیال کا بارہا اظہار کر چکا ہوں لیکن

نماز اردو میں ہی پڑھی جائے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر کافی غور کے باوجود میں کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا جو سورتیں قرآن شریف کی نماز میں تلاوت کی جاتی ہیں، اگر یاد کرتے وقت ہی ان کے معنی پر بھی غور کرلیا جائے تو کچھ دشوار نہیں ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے جمہوریہ ترکیہ میں بھی عربی ہی میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ ترکوں نے نماز ترکی زبان میں پڑھنی شروع کی۔ اس میں کچھ غیروں کی غلط بیانی شامل ہے۔ میں نے اذان کے ترجمہ کر دینے کی خبر سنی تھی جو ممکن ہے سچ ہو۔ بہرحال مجھے ابھی اس مسئلہ پر غور کرنے دیجئے۔

۱۷ اسفندار ۱۳۴۷ فصلی

(مطابق ۹ جنوری ۱۹۳۸ عیسوی)

(۶)

۱۔ مولوی غلام احمد صاحب وکیل۔ کاشانہ نظام آباد
۲۔ مولوی جلیل احمد صاحب وکیل معتمد انجمن اسلامیہ نظام آباد
۳۔ مولوی غلام انبیاء خاں صاحب۔ ناندیڑ
۴۔ مولوی اعظم علی خاں صاحب وکیل۔ پربھنی
۵۔ مولوی عزیز الرحمٰن صاحب وکیل۔ پربھنی
۶۔ مولوی سید عمر صاحب ترمذی وکیل پربھنی
۷۔ مولوی قادر علی خاں صاحب وکیل پربھنی
۸۔ مولوی اقبال علی صاحب وکیل جالنہ

۹- مولوی قاضی حمید الدین صاحب وکیل جالنہ
۱۰- مولوی حسین خاں صاحب جالنہ
۱۱- مولوی سید احمد خاں صاحب وکیل جالنہ
۱۲- مولوی احمد میاں صاحب جاگیر دار جالنہ
۱۳- مولوی عبدالغفور خاں صاحب گتہ دار جالنہ
۱۴- مولوی سید احمد صاحب نہری بی اے ال ال بی وکیل اورنگ آباد
۱۵- مولوی معین الدین غازی صاحب بی اے، ال ال. بی وکیل اورنگ آباد

جناب مکرمی!

آپ کے یہاں مجلس اتحاد المسلمین کی شاخ قائم کرنے اور بعض نہایت اہم مسائل میں آپ سے تبادلۂ خیال کی غرض سے میں چاہتا تھا کہ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں لیکن بعض نہایت اہم اور ناگزیر مصروفیتوں نے اس تمنا کو پورا نہ ہونے دیا۔ میری بجائے مولوی عبدالرؤف صاحب بی اے ال ال بی وکیل اور مولوی غلام احمد صاحب وکیل نظام آباد تشریف لا رہے ہیں۔ مولوی عبدالرؤف صاحب نہ صرف بلدہ کے کامیاب وکیل ہیں بلکہ مجلس اتحاد المسلمین کے نہایت سرگرم اور عملی کارکن بھی ہیں اور مولوی غلام احمد صاحب نظام آباد کے اُن دردمند مسلمانوں میں سے ہیں، جن پر مجھے رشک

آتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری عدم حاضری کی کماحقہٗ تلافی کریں گے آپ سے متمنی ہوں کہ ان کی ہر بات کو میری درخواست تصور کریں۔ اُن کی طرف اپنی کامل توجہ مبذول فرمائیں اور بعجلت ممکنہ ان مقاصد کی تکمیل فرمائیں جن کے لیے وہ تشریف لا رہے ہیں۔ مولوی صاحبان انشاء اللہ بتاریخ ـــــ آپ کے یہاں پہنچ جائیں گے اور صرف ایک روز آپ کے یہاں قیام رہے گا کیوں کہ ان کو دوسرے اضلاع پر بھی جانا ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ آپ کی پوری پوری امداد و اعانت کامل دلچسپی اور تمام تر توجہ ان کو حاصل رہے گی کیوں کہ وہ ایک ایسے کام کے سلسلہ میں آرہے ہیں جس پر ہمارے مستقبل کی زندگی اور موت کا دارومدار ہے۔ میں خود بھی انشاء اللہ اواخر ماہ ذیقعدہ میں اس طرف آؤں گا۔ آپ کی مساعی کے نتائج سے واقف ہو سکوں گا

آپ کا خادم

۱۰ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۳۸ عیسوی)

(۷)

مولوی محمد عبدالستار صاحب

اقل تعلقدار۔ محبوب نگر

مکرمی و مشفقی ایدکم اللہ۔ گرامی نامہ مورخہ ۹ ذی قعدہ آج ایک قومی سفر سے واپسی کے بعد ملا۔ مجھے اطلاع نہیں تھی کہ آپ محبوب نگر

کی اوّل تعلقداری پر گئے ہیں۔ مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ دلی مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ خدا آپ کے مدارج میں دن بہ دن ترقی دے اور آپ کو زندگی کی ساری کامرانی عطا کرے۔ آپ کے لیے میرے دل میں جو جذبات احترام ہیں، ان کا اظہار نہ کرنا چاہتا ہوں تاہم ممکن ہے۔

فروردی کے مہینے میں ضلع ورنگل کی طرف ایک تفصیلی تبلیغی دورہ کا قصد ہے۔ انشاء اللہ اسی سلسلہ میں مدینہ نگر بھی ہو آؤں گا عبدالعزیز خاں صاحب سے یقین ہے کہ وہ میرا ساتھ دیں گے۔ براہ کرم متعلقہ کاغذات ضروری یادداشت کے ساتھ عبدالعزیز خاں صاحب ہی کی خدمت میں بھجوا دیجئے اور ان سے خواہش فرمایئے کہ معتمدی کے فرائض کو قبول فرمائیں۔ میری مصروفیتوں سے آپ واقف ہیں۔ ورنہ میں خود ان ذمہ داریوں کو قبول کر لیتا۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۱۳ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۸)

مولوی احمد عبداللہ المسعودی بی اے، ال ال بی

وکیل محبوب نگر

برادر مکرم!

رات ورنگل اور محبوب نگر کے دورے سے واپس آیا۔ نظام آباد سے اورنگ آباد کی سمت میں مولوی عبدالرؤف صاحب وکیل روانہ ہو چکے ہیں۔ بیدر، عثمان آباد اور گلبرگہ کی پارٹی بھی جا چکی ہے آپ کی طرف سے جواب کا منتظر ہوں کہ آپ نے محبوب نگر، رائچور اور نلگنڈہ سے متعلق کیا کیا؟ وقت کم رہ گیا ہے۔ بہت جلد کام ختم کر کے مطلع فرمائیں۔ کام دو ہیں۔

(۱) مجلس کی شاخیں اضلاع میں قائم کر کے ان سے خواہش کرنا تعلقہ جات میں بھی کام شروع کر دیں۔

(۲) جیسا کہ آپ جانتے ہیں انتہائی نقطۂ نظر کو ہر سمت سے باندازِ دگر پیش کروانا۔

جواب کا منتظر ہوں۔ جلد توجہ فرمایئے۔

۱۱۳ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۹)

(موسومہ۔ نامعلوم)

مکرمی!

السلام علیکم۔ جناب میر مجلس صاحب ترک مسکرات کی ایک گزارش حاضر کر رہا ہوں۔ انجمن کے مقصد سے کسی سمجھ دار آدمی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس میں امداد بلاشبہ ایک ایسی نیکی ہے

جس کو انسانیت کا ایک اہم فرض کہا جا سکتا ہے۔ مجھے اور مرزا یار جنگ بہادر کو ممنونیت کا موقع دیں گے۔ نظم میں سب سے زیادہ اس امر کا ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ وہ عام فہم ہو۔ مترنم ہو اور آسانی کے ساتھ زبان پر چڑھ جائے اور گائی جا سکے۔ نظم میرے یہاں روانہ فرما دیجئے یا دفتر انجمن ترک مسکرات میں۔

والسلام۔ آپ کا مخلص

۱۷ اسفندار ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۱۰)

مولوی سلطان احمد صاحب نقشبندی

وکیل ہنگنڈہ

جناب مکرم!

گرامی نامہ کی طوالت اور میرے مشاغل کی کثرت شاید اس کے بالتفصیل معائنہ سے مانع ہوتی لیکن کوشش کر کے میں نے اس کو پورا پڑھ لیا۔ اس عنایت کے لیے ممنون ہوں۔ میری اپنی طلاقت و خطابت کی نسبت جو ارشادات ہوئے ہیں ان کو الطاف بزرگانہ سمجھتا ہوں۔ مسئلہ اہم ہے اور شاید تحریر اس کی وسعت کو برداشت نہ کر سکے۔ فروردی کے اوائل میں ورنگل آ رہا ہوں۔ انشاء اللہ مشافہتہً اپنے حالات اور مجلس اتحاد المسلمین کا مسلک عرض کروں گا۔

مشاعرہ عرس میں جو نظم جناب نے ارشاد فرمائی آپ کے اپنے مسلک کے مدنظر بہت خوب ہے۔ میرا مسلک یہ ہے کہ ان اختلافی مسائل پر گفتگو ہی نہ کروں۔ اسلام پر دہ عبوری دور پھر آگیا ہے جبکہ تمام مسائل سے قطع نظر کرکے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ کے اعلان کی ضرورت ہے شیعیت، سنیت، بدعت و وہابیت۔ احمدیت و ہندویت سب زمانۂ امن کے لمحات فرصت کی پیداوار ہیں۔ آج جبکہ خانۂ اسلام کے اطراف بارود بچھی ہوی ہے اور شعلۂ کفر اس کو بھسم کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ میں کافی سمجھتا ہوں کہ لوگ سب چھوڑ کر صرف لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر جمع ہو جائیں۔

مصلحت دید حق آنست کہ یاران ہمہ کنار
بگزارند و خم طرۂ یارے گیرند

والسلام

۱۲ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۱۱)

محمد بہادر خاں دولت زئی
چنچل گوڑہ

خان صاحب مکرم و محترم!

آپ کا بہت طویل خط پہنچا۔ اس کا جواب لکھوانا تقریباً محال ہے کیوں کہ آج کل بڑی شدت سے مشغول ہوں۔ آپ کے خط کے ایک ایک لفظ نے مجھے متاثر کیا۔ آپ کی محبت سے یہی توقع اور یقین ہے۔ میری زندگی ایک معمہ ہے جس کو افسوس ہے کہ بہت سے ایسے لوگ بھی حل نہیں کر سکے جو مجھ سے زیادہ قریب ہیں۔ میں ہر کام ستائش کی تمنا اور صلہ کی خواہش سے بے پروا ہو کر کرتا ہوں۔ اسی لیے مجھ پر بھلے برے کام کا بہت کم اثر ہوتا ہے۔ تقریر میں جن خیالات کا اظہار کرتا ہوں اس کے متعلق ممکن ہے کہ لوگوں کو گمان ہو کہ وہ جذبات کا تاثر ہے۔ لیکن فی الحقیقت منصب کی ذمہ داری کا تقاضہ ہوتا ہے۔ زین یار جنگ بہادر کی ڈیوڑھی والے جملے میں سوائے سخن گسترانہ بات کے کوئی ناگوار چیز مجھے نظر نہیں آئی۔ میں نے سنا کہ لوگوں نے اس رائی کو پربت بنا دیا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ہم لوگ اختلاف رائے کے عادی نہیں رہے ہیں اور فوراً اس کو مخالفت کا ذاتی درجہ دے لیتے ہیں۔

مناسب ہوگا کہ پرسوں دوشنبہ کے روز صبح ۸ بجے مجھ سے ملیے۔ صرف پندرہ منٹ گفتگو کر سکوں گا اور اسی میں سب کچھ کہہ دوں گا۔

۲۰ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۱۲)

سید خواجہ عبدالعزیز صاحب

محلہ اسلامیہ۔ بمکان قاضی صاحب نظام آباد

مکرمی!

آپ کا خط پہنچا۔ آپ کے خانگی حالات کو سن کر مجھے آپ سے کامل ہمدردی ہے لیکن افسوس ہے کہ آپ پڑھے لکھے ہو کر بھی قوم کے خادم کو ملازمت دلانے والا ایک ایجنٹ تصور کرتے ہیں۔ اگر قومی خدمت گزاری کا یہی مطلب قوم کا ہر ایک فرد جوان سمجھنے لگے تو پھر خادمان قوم کے لیے تلاش ملازمت کے سوا کوئی اور کام باقی ہی نہ رہ جائے گا۔ دوسرے ایک ایسے شخص کا ارباب حکومت پر کیا اثر پڑے گا جس کی مخالف حکومت پالیسی کا حال آپ روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں۔ سمجھیے۔ خدا محنت کرنے والوں کا ہمیشہ ساتھ دیتا ہے۔ آپ نوجوان ہیں آپ کا مسلک تو یہ ہونا چاہیے کہ:

حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است

رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت

۲۵ اسفندار ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۸ء)

☆

(۱۳)

جناب صدر امین صاحب کوتوالی
سمت افضل گنج

کچھ روز قبل آپ کے یہاں جمعدار صاحب نے مجھ سے مل کر یہ خواہش کی تھی کہ میرے زنانہ مکان سے متصل جو ورزش گاہ میرے زیر اہتمام قائم ہے اس کی تفصیلی معلومات حسب وعدہ (۲) آپ کی خدمت میں روانہ کی جائیں۔ جس معلومات درج ذیل ہیں:

براہ کرم ورزش گاہ کی رجسٹری فرما کر جلد مجھے مطلع فرمایئے۔

(۱) اکھاڑے کا کوئی نام نہیں ہے اور وہ میرے قدیم زنانہ مکان سے متصل میرے ہی ایک مکان میں واقع ہے۔

(۲) اس اکھاڑے کا انتظام مجلس اتحاد المسلمین کی اس سب کمیٹی کے تفویض ہے جس کے ارکان حسب ذیل ہیں:

مولانا شاہ عطاء اللہ حسینی صاحب
ڈاکٹر حمید اللہ حسینی صاحب
مولوی محمود نواز خاں صاحب اور میں۔ اس کمیٹی کے معتمد مولوی محمود نواز خاں صاحب ہیں اور یہ کمیٹی اس ورزش گاہ پر عام نگرانی رکھتی ہے۔

(۳) آج سے قبل یہاں دو تنخواہ یاب استاد تھے لیکن اب صرف لطف علی پہلوان کام سکھاتے ہیں۔ ان کی تنخواہ کا ابھی

کوئی تصفیہ نہیں ہوا ہے۔

(۴) اراکین اکھاڑہ کی تعداد فی الحال ۲۵-۳۰ ہے۔

(۵) اس ورزش گاہ کے قیام کا مقصد صحت جسمانی اور نوجوانوں میں ورزش کا شوق پیدا کرنا ہے۔ عام دیسی ورزش کے علاوہ کشتی، بنوٹ اور لٹھ وغیرہ کا کام بھی بہ طور فن حفاظت خود اختیاری سکھایا جاتا ہے۔

امید کہ یہ معلومات رجسٹری کے لیے کافی ہوں گی اور جلد رجسٹری فرما کر آپ مجھے نتائج سے مطلع کریں گے۔

۴ فروری ۱۳۴۷ف

(مطابق ۵ فروری ۱۹۳۸ء)

(۱۴)

محمد ابراہیم صاحب عربی

وکیل ناندیڑ

مکرمی!

انشاء اللہ ۱۸ فروری کو یا ۱۹ فروری کو دن کی گاڑی سے ناندیڑ پہنچوں گا جس کی اطلاع متعاقب نظام آباد سے بھی دی جائیگی اپنے ساتھ تمام ساتھیوں کو بھی مطلع فرما دیجئے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجلس اتحاد المسلمین کے سلسلہ میں صاحب ضلع سے اجازت لے کر ایک جلسہ بھی مقرر کر لیجئے۔ مجھے تقریر میں عذر نہ ہوگا۔ اصل نشار

تو مقامی کارکنوں سے ملاقات ہے۔ یقین ہے کہ مولوی عبدالرؤف صاحب کی تحریک پر جو مجلس ناندیڑ میں قائم ہوی تھی اس نے بہت سے ارکان پیدا کر لیے ہوں گے اور بہت سی شاخیں اپنے تعلقات پر پھیلا دی ہوں گی۔

آپ کی کامیابی اور بیداری کا متمنی

۹ فروردی ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۰ فبروری ۱۹۳۸ء)

نوٹ: میرے ساتھ زنانہ بھی ہوگا۔ اس لیے اسٹیشن سے قریب والے ٹھاک بنگلے کے دونوں کمرے دو دن کے لیے محفوظ کروا دیجیے۔

(۱۵)

مولوی غلام احمد صاحب وکیل

کاشانہ۔ نظام آباد

مکرمی!

انشاءاللہ ۱۴ فروردی روز سہ شنبہ کو صبح موٹر سے یا ۱۲ بجے ریل سے نظام آباد آؤں گا۔ زنانہ بھی ساتھ ہے اور سفر تفریحی۔ لیکن خدمت گزاری سے نہ دریغ رہا ہے نہ رہے گا۔ صاحب ضلع کو علی ساگر کے بنگلے پر ۱۴ سے ۱۷ تک قیام کے انتظام کے لیے لکھا ہے۔ معتمدی تعمیرات سے بھی بنگلے کی اجازت لے رہا ہوں آپ

بھی ازراہ عنایت سپرنٹنڈنگ انجینیر بیگ صاحب سے مل کر علی ساگر کا بنگلہ چار روز کے لیے محفوظ کروا دیجئے۔

سید شرف الدین صاحب وکیل نے جو میرے ہم مدرسہ ہیں، خواہش کی تھی کہ نظام آباد میں نمائش کے موقع پر کوئی تقریر کروں۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ اگر صاحب ضلع پسند کریں اور اجازت دیں تو مجھے عذر نہیں ہے۔ آپ بھی غور فرمائیں اور اگر مناسب ہے تو چہارشنبہ یا پنجشنبہ کو مغرب سے قبل کوئی وقت رکھیں تاکہ مغرب تک علی ساگر واپس ہوسکوں۔

اسی طرح مجلس اتحاد المسلمین کے سلسلہ میں بھی اگر آپ کوئی تقریر رکھنی چاہیں تو جمعہ کی صبح میں رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ میں نماز کے بعد ہی ایک رات کے لیے بلدہ واپس آؤں گا۔ باقی انشاء اللہ بالمشافہ۔

۹ فروردی ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۰ فبروری ۱۹۳۸ء)

(۱۲)

سید فضل علی صاحب

جالنہ

مکرمی!

۲۰ فروردی کی صبح کو یا شام میں انشاء اللہ جالنہ پہنچوں گا

گو یہ سفر تفریحی ہے اور زنانہ بھی ساتھ ہے لیکن خدمت سے دریغ نہیں ہے۔ جالنہ کا ڈاک بنگلہ جس میں آپ نے مجھے ٹھہرایا تھا، ۲۰، ۲۱، اور ۲۲ فروردی کے لیے پورا یا ایک طرف کے دو کمرے محفوظ کروا دیجئے۔ ۲۱ فروردی کی صبح کو گیورائی روانہ ہونگا۔ عمر بن علی صاحب کو مطلع فرما دیجئے۔ میں علٰحدہ اطلاع نہیں دے رہا ہوں۔ ۲۲ کی صبح کو چند گھنٹوں کے لیے بیڑ جاؤں گا اور جالنہ واپس آکر ۲۲ کی صبح کی گاڑی سے یا ۲۳ کی صبح کی گاڑی سے اورنگ آباد روانہ ہوں گا۔ اگر گیورائی اور بیڑ کے سفر میں آپ کی ہم سفری میسر ہو تو باعث ازدیاد منت ہوگا۔

۹ فروردی ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۰ فبروری ۱۹۳۸ء)

(۱۷)

مولوی انیس الدین صاحب بی اے، ال ال بی وکیل

بیڑ

مکرمی!

۲۱ فروردی کو گیورائی آرہا ہوں۔ اسی سلسلہ میں قصد ہے کہ بیڑ آکر مجلس اتحاد المسلمین کی ایک شاخ قائم کروں۔ حکیم صاحب شاید موجود نہیں ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ۲۱ و ۲۲ فروردی کی درمیانی

شب کو بیڑ میں ایک جلسۂ عام کا انتظام کیجئے اور ۲۲ کی صبح کو ۸ بجے قیام شاخ مجلس اتحاد المسلمین کے لیے اصحاب فکر و نظر کا ایک مختصر مشورتی اجتماع ۲۲ کی دوپہر میں جالنہ واپس ہو جاؤں گا۔ چونکہ اورنگ آباد جانے کا قصد ہے۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۹۔ فروردی ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۰ فبروری ۱۹۳۸ء)

(۱۸)

خان بہادر سید احمد صاحب کیور سیٹر غلہ ہائے ایجنسٹ

فرد اپور۔ ایجنسٹ۔ اورنگ آباد

مکرمی!

انشاء اللہ ۲۴، ۲۵ فروردی ۱۳۴۷ف ایجنسٹ آرہا ہوں۔ زنانہ بھی ساتھ ہے۔ دو روز تک آپ کے لیے باعث زحمت رہوں گا یقین ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۹ فروردی ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۰ فبروری ۱۹۳۸ء)

(۱۹)

مولوی غلام احمد خاں صاحب صوبیدار

اورنگ آباد

جناب مخدوم و محترم!

انشاءاللہ ۲۳ فروردی ۱۳۴۷ف کو اورنگ آباد آرہا ہوں سفر تفریحی ہے اور زنانہ بھی ساتھ ہے ۲۴ و ۲۵ فروردی ایجنٹ میں گزاروں گا جس کے لیے خان بہادر سید احمد صاحب کو اطلاع دے دی ہے۔ واپسی میں شاید ایک روز کے لیے بھوکر دن جاؤں۔ اور نومسلموں کی حالت کا معائنہ کروں۔ ۲۷ فروردی کو پھر اورنگ آباد واپس آکر چاہتا ہوں کہ ایک ہفتہ یا عشرہ خلد آباد میں گزاروں۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر سے خواہش تو کی ہے کہ گسٹ ہاؤز کی ایک ہفتہ کے لیے اجازت دیں۔ ممکن ہے کہ اس زمانہ میں محفوظ ہو۔ اس لیے آپ سے متمنی ہوں کہ خلد آباد کے ڈاک بنگلے کو جو گسٹ ہاؤز کے حدود میں واقع ہے ۲۸ یا ۲۹ فروردی سے ۴ اردی بہشت ۱۳۴۷ف تک میرے لیے محفوظ فرمائیں۔ یہ زحمت دہی کوئی نئی بات نہیں ہے معافی چاہوں ممنون ہوں اور رہوں گا۔

۹ فروردی ۱۳۴۷ف
(مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۸ء)

(۲۰)

صاحبزادہ محمد علی خاں صاحب
ناظم عدالت ضلع نظام آباد
مکرم و محترم زادت الطافکم
سخت متاسف اور نہایت شرمندہ ہوں کہ نظام آباد میں

باوجود انتہائی کوشش کے حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کرنے سے محروم رہا۔ جناب کی زحمت فرمائی کی اطلاع آدمور سے واپسی کے بعد مل چکی تھی جس کے لیے ممنون و متشکر ہوں

نظام آباد کے زمانۂ قیام میں یہ محسوس کر کے تکلیف ہوئی کہ چند مخلص کارکنوں نے جن کے اخلاص اور حکومت کے ساتھ انتہائی جذبۂ وفاداری میں کوئی شبہ نہیں ہے، حکام کے نزدیک اپنے آپ کو بدگمانی کے قابل بنا لیا ہے۔ جہاں تک میرا ان سے تعلق رہا ہے میں ان سب کو نہایت مخلص اور پُر امن پاتا ہوں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کبھی ان سے کسی معاملے کو بروئے کار لانے میں کوئی غلطی ہو جائے جیسا کہ میں نے خود اپنے متعلق یہاں کے بعض اعلیٰ عہدہ داروں سے کہا ہے۔ میں ان کی اصلاح کا بہترین طریقہ یہ سمجھتا ہوں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور تنہائی میں ان کو طلب کر کے حکام صحیح راستے کی طرف ان کی رہنمائی کریں۔ اختلاف رائے فطرت انسانی کا تقاضہ ہے خوش قسمت ہے وہ قوم جہاں رائے کا اختلاف، ذاتی مخالفت کا درجہ اختیار نہیں کر لیتا۔ مجھے امید ہے کہ ان قومی خدمت گزاروں پر جو اس زمانے میں جبکہ حیدرآبادی مسلمان احساس خدمت ملک و قوم سے اکثر محروم ہیں۔ غنیمت خیال کیے جا سکتے ہیں۔ آپ کی خاص نظر عنایت رہے گی۔ ان کی غلطیوں کو نظر انداز فرما کر ان کی اصلاح کی فکر کی جائے گی۔

یہ آپ کی وسیع نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ دوسری قومیں جو بیدار ہو رہی ہیں، وہ حکام کی توجہ یا حکومت کے تعاون کی توقع سے بے نیاز ہو کر بیدار ہو رہی ہیں لیکن مسلمان کارکن مسلمانوں کی بے حسی اور غیروں کے غلبے کی وجہ سے ابھی اس قابل نہیں ہیں۔ میری ان گزارشات سے یہ خیال نہ فرمائیں کہ میں آپ کے مقام کی ذمہ داریوں سے ناواقف ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ کے جیسا مدبر حاکم ان ذمہ داریوں کی رکاوٹوں میں سے اس کے لیے راستہ پیدا کر سکتا ہے۔

اس جرارت بے جا کے لیے معافی کا خواستگار ہوں اور کسی جواب کا متمنی نہیں ہوں۔ کیوں کہ آپ کی تحریر بہت حفاظت کے قابل ہے۔

آپ کا مخلص اور آپ کے خاندان کا فدائی

۲۷ فروردی ۱۳۴۷ ف

(مطابق فروری ۱۹۳۸ ع)

(۲۱)

مولانا سید مرتضیٰ صاحب قبلہ

محلہ طائی واڑہ۔ ریاست بڑودہ

حضرت پیر و مرشد مخدوم و محترم بندہ مدظلکم العالی

مولوی سید علی صاحب کے انتقال پُر ملال کی اطلاع پرسوں ایک سفر سے واپسی کے بعد ملی۔ سخت رنج اور نہایت افسوس ہوا

مرحوم کی خاموش متقیانہ صورت۔ ان کا عبادت گزار اور منور چہرہ ان کی سنجیدہ اور متین حرکات آنکھوں میں پھر رہی ہیں۔ صحیح معنی میں آپ کا بازو ٹوٹ گیا اور آپ ایک اطاعت گزار اور مخلص بھائی سے محروم ہو گئے۔ یہ خدا کی ان نعمتوں میں سے ایک ہے جو مشکل سے کسی کو نصیب ہوتی ہیں اور ہاتھ سے جانے کے بعد کسی کو میسر نہیں آتیں۔ خدا آپ کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو اپنی بارگاہ میں مدارج عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ مجھے اپنے غم میں شریک تصور فرمایئے اور نہ صرف میں بلکہ ساری قوم آپ کے غم میں شریک ہے، گو اس خط کے سلسلہ میں کسی اور بات کا کہنا دنیا کے عام اصول کے خلاف ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ ان الصلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کہنے والے کے پوتے ہیں اس لیے اس سلسلہ میں مجلس اتحاد المسلمین کے ایک کام کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ مجلس کو ریاست بڑودہ سے متعلق بلکہ ہر ہر ہندو دیسی ریاست سے متعلق حسب ذیل معلومات کی ضرورت ہے:

(۱) اگر ریاست میں کوئی اسمبلی ہے تو اس میں مسلمانوں کی کتنی نشستیں محفوظ ہیں۔ یا علاقے کتنے مسلمان ارکان ہیں

(۲) سرکاری ملازمتوں علیحدہ علیحدہ بتائیں کہ وزارتوں سیکریٹریٹ اور ہر ایک سررشتہ میں ہندو مسلم ملازمین کا کیا تناسب ہے۔

(۳) مسلمانوں کی مذہبی آزادی متاثر تو نہیں ہو رہی ہے اور (۱۱) پر خاص قسم کے کوئی قیود تو عائد نہیں ہیں۔

(۴) ہندوؤں کے ساتھ خاص قسم کے مراعات کیا ہیں۔ مثلاً ان کے مذہبی رسوم کے لیے بجٹ میں خاص گنجائش۔ ان کے مذہبی رسوم کی ادائی میں خاص سہولتیں۔ ان مناور اور معابد کو خاص قسم کی کل آبادی۔ اس میں مسلمانوں کا تناسب۔ مسلمانوں کی عام مالی حالت۔ ان کا عام پیشہ اور ان میں کسی قسم کی بیداری اور احساس کی نسبت عام معلومات بھی اگر حاصل ہو جائیں تو باعث تشکر ہوگا۔

یقین ہے کہ آپ بڑودہ کی حد تک مواد تو آسانی سے بہم پہنچا سکیں گے۔ وہاں کی مسلم کانفرنس کے سکریٹری و صدر کے نام سے بھی مطلع کیجیے تاکہ آپ کے غیاب میں ان کو زحمت دے سکوں۔ مجلس کی طرف سے حال میں صدر اعظم بہادر کی خدمت میں جو عرض حال پیش ہوا ہے اس کی ایک کاپی علیحدہ روانہ کر رہا ہوں

اس جرارت کے لیے معافی کا خواستگار ہوں۔

آپ کا خادم

۲۷ فروردی ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۲۸ فروری ۱۹۳۸ء)

☆

(۲۳)

مولوی اخلاق حسین صاحب زبیری

وکیل ناندیڑ

مکرمی!

دونوں گرامی نامے پہنچے۔ میں خود چاہتا تھا کہ ناندیڑ اسٹیشن پر آپ سے ملاقات ہو جائے تو بالمشافہ بہت سی باتیں طے کرلوں اپنے مزاج کی خیریت سے مطلع کیجئے۔ خدا آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ یہ سن کر مسرت ہوئی کہ مستقر کا کام قریب الختم ہے لیکن معاف فرمایئے۔ مجھے کچھ مایوسی ضرور ہوئی۔ کیوں کہ میں امید رکھتا تھا کہ اس عرصے میں نہ صرف مستقر بلکہ تعلقہ جات کا کام بھی ختم ہو گیا ہوگا تعلقہ جات کا کام جن اصحاب کے تفویض کیا گیا تھا ان کے اسماء و تعلقہ جات متعلقہ سے مجھے مطلع فرمایئے تاکہ ان کو بھی یاد دہانی کرتا رہوں اور آپ بھی ان سے میری طرف سے اپیل کیجئے کہ جلد اس فرض کی طرف متوجہ ہوں ورنہ میں یہ سمجھوں گا کہ ساری باتیں اور تمام جوش محض میری موجودگی تک تھا۔

محلہ واری تقسیم مسلم شماری اور قیام دار المطالعہ جات و ورزش گاہ کی خبریں مسرت خیز ہیں۔ لیکن میں اپنی سیماب فطرتی کو کیا کروں کہ ہر کام کو جلد سے جلد پورا ہوتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔ لائحہ عمل تو آپ کو کافی دیئے گئے تھے۔ پھر بھی معتمد صاحب سے خواہش کر رہا ہوں کہ دستور العمل کے ساتھ لائحہ عمل کی کچھ کاپیاں بھی آپ کی خدمت

میں روانہ کی جائیں۔ گزشتہ محرم اور ہولی کی تقاریب میں قیام امن کی کوشش ہر طرح قابل مبارکباد ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے مسلمان ابھی اپنی زندگی کے نئی دور سے گزر رہا ہے۔ اس کو ہر گز مناقشات میں نہ الجھنا چاہیئے اور فی الحال اپنی سادی قوتوں کو وقف تنظیم کر دینا چاہیئے۔ مرہٹی اخبارات پر بھی میں دیکھ چکا ہوں مفسدوں کی دروغ بانیاں میری توقع سے زیادہ نہیں ہیں۔ انشاءاللہ اس کے مقابلے کی بھی سعی کی جارہی ہے۔ مدرسۂ تفسیر القرآن کا مجھے خود بہت خیال ہے۔ معاملہ نہایت آسانی سے طے ہو جاتا اگر مولوی ابو یوسف صاحب نے امامت قبول کر لی ہوتی لیکن صدر انجمن سے یہ درخواست کرنا کہ ابھی جبکہ انجمن مقامی ناندیڑ نے کوئی نمایاں کام کر کے نہیں دکھایا۔ ایک دم پوری امداد وہاں جاری کر دی جائے، ذرا مشکل ہے۔ حکیم صاحب کو آمادہ کیجئے کہ فی الحال امامت قبول کر لیں۔ اگر انھوں نے چند مہینے بھی کام کو سنبھال لیا تو ختم سال پر موازنہ میں ناندیڑ کے لیے کافی گنجائش نکالی جاسکتی ہے رہا موجودہ کارکنان مقامی کا سوال۔ وہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے گزشتہ سفر میں۔ میں نے اس مسئلہ پر کافی غور کیا ہے اور یہی رائے رکھتا ہوں۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ اور بعجلت ممکنہ ان تمام قصبات و تعلقات میں قیام مجالس کی اطلاع سے مسرور فرمائیں گے

۱۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۲۳)

مولوی سید زین العابدین صاحب تقدیر

مدیر مسئول زبدۃ الملاک

چن پٹن - علاقۂ میسور۔

مکرم بندہ!

گرامی نامہ ایک طویل سفر سے واپسی کے بعد ملا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ مسلسل سفر پیہم دورے اور بے حد مصروفیت نے اپنے وعدے کی تکمیل سے مجبور رکھا۔ تیس روپے کا منی آرڈر روانہ کر رہا ہوں، قبول فرمایئے۔

مضامین لکھنا بہت دشوار ہے کیوں کہ آج کل سانس لینے کی بھی فرصت مشکل سے ملتی ہے۔ پھر بھی انشاء اللہ کوشش کروں گا۔ انجمن مہدویہ کی امداد تو غالباً جاری ہو چکی ہے۔ اس سے متعلق آپ کا ایک فقرہ سمجھ میں نہ آیا۔ براہ کرم وضاحت فرمایئے کوشش کروں گا۔

حضرت صوفی سید عطاء اللہ صاحب کی خدمت میں سلام و اشتیاق قدم بوسی عرض کیجئے اور ان کے گرامی نامہ کا جواب نہ دینے کی معافی چاہیئے۔ اب تک تو صرف تبلیغی ہی مساعی تھیں لیکن اب

حیدرآباد کی سیاسی فضا کچھ ایسی مکدر ہوگئی ہے کہ تنظیم کی طرف اس سے زیادہ توجہ دینا پڑتا ہے۔ تبلیغ کی کامیابی کا شائع کرنا مصلحت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

۱۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۲۴)

مولوی سید ابراہیم صاحب نہری

بتوسط سید شاہ علی صاحب نہری تحصیلدار عثمان آباد

مکرمی!

آپ کے دونوں خطوط اورنگ آباد سے ایک طویل سفر کے بعد ملے۔ اورنگ آباد میں باوجود کثیر مصروفیت کے آپ کے برادران اور والد بزرگوار سے ملاقات کی مسرت حاصل ہوی۔ امیر علی خاں صاحب کو خط لکھ رہا ہوں۔ انشاءاللہ وہ ضرور لحاظ کریں گے۔ ان کو یوں بھی معلوم ہے کہ آپ حضرات سے میرے کیا تعلقات ہیں مجھے آپ بھائیوں سے صرف اس لیے محبت ہے کہ بحمداللہ میں سب کو قابل، سب کو سنجیدہ و فہمیدہ اور سب کو باعمل پاتا ہوں اور یہی وہ جوہر ہیں جس کو ہر تعلیم یافتہ میں دیکھنے کا متمنی ہوں۔

عثمان آباد کی بزم ادب ہر طرح قابل مبارکباد ہے کہ اس کو آپ کی خدمات حاصل ہیں۔ ذہنی بیداری ہی ارادے اور

عمل کی آفرینش کا بہترین ذریعہ ہے لیکن اس کو صرف محفل شعر و سخن نہ بنا دیجئے کہ یہ زمانہ امن کی باتیں ہیں۔ آج حیدر آباد جس دور ابتلا سے گزر رہا ہے، اس کا تقاضہ ہے کہ آپ کی یہی بزم ادب مطالعہ کنندگان میں سیاسی شعور کی بیداری کا سامان کرے ۱۳۴۷ف کی ابتدا میں اندیشہ ہے کہ حیدر آباد میں دستوری تبدیلیاں ہو جائیں گی۔ میں نے اپنے گذشتہ دورۂ اضلاع میں محسوس کیا ہے کہ ہر طرف مسلمان بالکل بے خبر اور غافل ہیں۔ ان میں وقت کی نزاکت کا احساس اور قوت عمل پیدا کرنا نہایت ضروری ہے مجلس اتحاد المسلمین ان ہی مقاصد کے تحت کام کر رہی ہے۔ اس کے دستور العمل، لائحہ عمل اور اس کے شائع کردہ عرض حال کی ایک ایک کاپی اس لیے آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں کہ ان کو پڑھ کر مجھے مطلع کیجئے کہ عثمان آباد میں اس کی شاخ آپ کی مساعی سے کب تک قائم ہو سکتی ہے۔ اگر ضرورت ہو تو اس کے مزید نسخے بھی طلب کر لیجئے۔ اورنگ آباد میں آپ کے بھائی سید احمد صاحب کام کر رہے ہیں۔ میری تمنا ہے کہ عثمان آباد میں آپ کا قیام اس مقصد کی تکمیل کا ذریعہ بن جائے۔

۱۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

☆

(۲۵)

بخدمت جناب مہتمم صاحب توشہ خانہ عامرہ سرکار عالی

بجواب نیم سرکاری مورخہ ۴ اردی بہشت ۱۳۴۷ف ترقیم ہے کہ فاطمہ رقیہ خانم کے لیے ڈھائی سو کلدار وصول ہوئے۔ رسائد منسلک ہیں۔ مزید چندہ کے بعد اس کا انتظام کر دیا گیا ہے کہ وہ آج ہی حیدرآباد سے روانہ ہو جائیں۔

عالی جناب صدر اعظم بہادر کی خدمت میں میرا دلی شکریہ پہنچا دیئے۔ جواب میں تاخیر اس لیے ہوی کہ میں باہر گیا ہوا تھا۔

۱۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۲۶)

مولوی انیس الدین صاحب بی اے ال ال بی وکیل

ہیڈ

مکرمی زادت الطافکم

۱۷ روز کے بعد کل گھر واپس آیا ہوں۔ خلد آباد میں آپ کے خط کا بہت انتظار رہا۔ یقین ہے کہ اس عرصہ میں نہ صرف مستقر بیڑ بلکہ تعلقہ جات کا کام بھی ختم ہو گیا ہوگا۔ تشفی بخش جواب اور مفصل کیفیت کا منتظر ہوں۔ حکیم صاحب کو سلام محبت پہنچا دیئے امید ہے کہ ان کے مکان میں اب صحت و عافیت ہوگی۔ مولوی فضل علی صاحب

کے ذریعہ لائحہ عمل کی کاپیاں روانہ کردی ہیں۔ تاخیر کا بالکل وقت نہیں ہے۔ میری واپسی کے بعد حالات زیادہ نازک نظر آرہے ہیں اور آپ کی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ والسّلام

۱۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۲۷)

مولوی محمد علی خاں صاحب بی اے، ال ال بی۔ وکیل
معتمد مجلس اتحاد المسلمین۔ نظام آباد

مکرمی!

خط پہنچا۔ آپ کا خیال بالکل صحیح ہے کہ گرفتاری کے بعد چھوڑ دیا جانا ان کی ہمتوں کو بڑھا دے گا۔ حکام سے ملنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ نتائج کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں سچ تو یہ ہے کہ حکومت اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مار رہی ہے نرل، بانسواڑہ وغیرہ میں شاخوں کے قیام کا شکریہ۔ لیکن صرف شاخوں کا قائم کر دینا سب کچھ نہیں ہے۔ میں نے سنا بودھن میں جہاں خود میں نے شاخ قائم کی تھی، کام سست پڑ گیا ہے۔ جو آپ کی توجہ کا مستحق ہے۔ آرمور اور کامارپلی کی بھی خبر لیتے رہیئے۔ آپ کی طرف سے اگر کم از کم مہینے میں ایک مرتبہ ان کو جھنجھوڑا جاتا رہے تو یقین ہے کہ وہ بے کار نہ ہونے

پائیں گے۔ مقدمہ کی کیفیات سے مجھے وقتاً فوقتاً مطلع رکھیے۔ مستقر پر صرف ہزار ارکان تو کچھ کافی نہیں ہیں۔ جمعیت ضاکارانِ کی تربیت کی طرف فوراً توجہ فرمایئے۔ قواعد جمعیت تقریباً مکمل ہو گئے ہیں۔ عنقریب روانہ کروں گا۔ تمام شرکا رکار کو سلام محبت پہنچایئے۔

۲۶ اردی بہشت ۱۳۴۷ف
(مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۲۸)

مولوی محمد تاج الدین صاحب۔ ایجنٹہ

مجھے سخت افسوس ہے کہ گزشتہ دفعہ ایجنٹہ میں آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ میں نے آپ کی منکوحہ زیتون کو بہتیرا سمجھایا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے لیکن وہ کسی طرح راضی نہیں ہے بلکہ بہت سخت مصر ہے کہ آپ اس کو طلاق دے دیں۔ چنانچہ اس نے اسٹیٹ کی عدالت میں خلع کے لیے درخواست بھی پیش کر دی ہے۔ آپ کی منکوحہ آپ سے طلاق حاصل کرنے کے بعد ازروئے مسائل شرعیہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے "علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل" کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اُمتِ رسول اللہ کے علماء انبیاء کے ہم مرتبہ ہوں گے۔ بلکہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کی طرح لوگوں کو راہ خدا کی طرف بلائیں گے اور امر بالمعروف کریں گے۔ مجھے آپ سے کامل ہمدردی ہے مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ کے دوستوں نے زیتون سے آپ کا عقد کروا کر آپ کو پریشان کیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اس نکاح پر کچھ روپیہ بھی خرچ کیا ہے۔ اس نومسلمہ کی تالیف قلب کے لیے میں اس پر بھی آمادہ ہوں کہ آپ کا جو روپیہ خرچ ہوا ہو جس کی مقدار مجھے چھبیس ستائیس بتائی گئی ہے وہ آپ کو ادا کر دوں۔ میرا آپ کو مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ اسے طلاق دے دیں۔ براہ کرم طلاق نامہ روانہ فرمایئے۔ میں اسی وقت تیس روپے کا منی آرڈر آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔

معین الدین نے آپ کے ساتھ جو گستاخی کی اس کی سزا کے طور پر میں نے اس کو برطرف کر دیا ہے۔ امید کہ آپ میری اس مشورت پر جلد عمل فرما کر اس قضیہ کو ختم کر دیں گے۔ فقط

۲۷ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۷ مارچ ۱۳۳۸ف)

(۲۹)

جناب عبداللہ جوزف صاحب کلکتہ والا اینڈ کمپنی خوجہ محلہ بمبئی ۹

جناب مکرم!

خان بہادر سے آپ کی علالت مزاج کی کیفیت سن

کر افسوس ہوا۔ خدا آپ کو صحت کامل عطا فرمائے۔ فاطمہ رقیہ خانم کے سلسلہ میں تمام حالات خان بہادر سے معلوم ہوئے تھے اور اب خانم کے ساتھ جو نوجوان یوسف نامی رہتا ہے اس کے خط سے بھی انکشاف ہوا۔ میں تو پہلے بھی ان لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتا تھا کہ یہ ہم کو دھوکا دے رہے ہیں۔ لیکن بعض احباب کے اصرار پر ان کی امداد کی۔ بہرحال اب ہمیں ان کو ہندوستان سے باہر نکالنا ہے۔ بصرہ کا نہ سہی۔ سنگاپور کا ہی ٹکٹ دلا کر جہاز پر سوار کروا دیجئے اور بقیہ روپیہ ان کے حوالے کر دیجئے۔ زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ اپنے مزاج کی کیفیت سے مطلع کیجئے غلام محمد سیٹھ۔ اکبر علی سیٹھ بچوں کو اور مکان میں تمام بائی لوگوں کو میرا اسلام پہنچایئے۔ میرے یہاں سب بخیریت ہیں۔

۲۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۰)

حکیم ابو محمد یوسف صاحب مدرس

عربیہ نظامیہ۔ ناندیڑ

آپ کے دونوں خطوط مورخہ ۲۷ محرم میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر وہ خطوط آپ کے نہ ہوتے اور اتنے طویل ہوتے تو شاید

پڑھے بغیر چاک کر دیتا۔ لیکن آپ کی فصیح اور دلچسپ تحریر نے کسی نہ کسی طرح پورا خط پڑھنے پر مجبور کر دیا جس کے لیے بہت سے ضروری کام آپ کے شاکی ہیں اور میں ان کا گلہ آپ تک پہنچا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور آئندہ چونکہ آپ کو بہت لکھنا ہے اور مجھے بہت پڑھنا ہے اس لیے متمنی ہوں کہ تمہید اور تفصیل کو ہمیشہ نظر انداز فرمائیں اور مجھ سے متعلق یہ نیک گمان رکھیں کہ آپ کا ہر اشارہ میرے لیے مکمل تقریر ثابت ہوگا۔

میری دوستانہ خواہش یہ ہے کہ ہمیشہ ایک ایک قدم اٹھایئے اور مضبوط اٹھایئے ناندیڑ میں دو بڑے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔ ایک انجمن اسلامیہ اور دوسرے عروسۂ عید زد انجمن اسلامیہ کی اصلاح کا آپ نے بیڑا اٹھایا اور بحمد اللہ اس وقت کامیابی کی صورت میں پیدا ہوگئی ہے لیکن کوئی اصلاحی کام چونکہ آسانی سے پورا نہیں ہو جاتا اس لیے اندیشہ نہیں یقین ہے کہ اس راہ میں بہت سی رکاوٹیں پیدا ہوں گی اور آپ کو ان کے مقابلے کے لیے تیار رہنا ہے ایسی حالت میں جبکہ ایک سمت پوری طرح محفوظ نہ ہو دوسری جانب بھی وار کر دینا فن سپہ گری کے خلاف ہے۔ ایک کام کو ختم کر لیجئے تو دوسری طرف توجہ فرمایئے۔ میری دلی تمنا ہے کہ

انجمن اسلامیہ کی اصلاح اور مدرسہ القرآن کی ترقی میں خدا آپ کی معاونت فرمائے۔ یہ سن کر مجھے فطرتاً خوشی ہوی کہ میری تقریروں نے مسلمانان ناندیڑ کو ذہنی وجسمانی حیثیت سے بیدار کردیا ہے۔ اس بیداری کو قائم رکھنا آپ کا کام ہے۔ والسّلام

۲۹ اردی بہشت ۱۳۴۷ف
(مطابق ۲ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۱)

مولوی خلیل احمد صاحب وکیل و مہتمم کتب خانۂ عام
نظام آباد
مکرمی زادت الطافکم

آپ کا پُرخلوص خط پہنچا۔ جس ہمدردی کا آپ نے اظہار کیا ہے اس کے لیے متشکر ہوں۔ اور میرے ساتھ جو توقعات وابستہ کیے ہیں اس کے لیے امیدوار دعائے توفیق۔ اب حیدرآباد میں اطمینان ہے۔ لیکن سنا ہے کہ عنقریب یہ فتنہ زیادہ وسعت کے ساتھ اور منظم طریقہ پر جگایا جائے گا۔ اللہ محفوظ رکھے۔ میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ زمانہ بہترین واعظ ہے۔ مسلمان کے کان۔ چاہے کتنے ہی بہرے ہوں لیکن زمانہ کا کہا

ہوا وعظ اس کے دل تک پہنچے بغیر نہ رہے گا۔ مسلمانان نظام آباد کی بیداری مبارک ہو۔ کامل تیاری لیکن مکمل ضبط میں کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ میری طرف سے سب کو سلام محبت پہنچایئے۔

(۱۱ خورداد ۱۳۴۷ ف)

مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء

(۳۲)

قیصر عثمانی صاحب۔ محلہ رنگم پیٹھ۔ ورنگل

مکرمی!

خط پہنچا۔ کثرت مشاغل کے باعث دیر سے جواب دے رہا ہوں۔ الحمد للہ بخیریت ہوں۔ میری نسبت آپ کے تردد شکر گزار۔ مجھے اطمینان ہے کہ انشاء اللہ اس وقت تک نہ مروں گا جب تک اپنے مقاصد زندگی کی تکمیل نہ کر لوں۔ میری فکر نہ کیجئے ہزاروں بہادر خاں پیدا ہوں گے اور مریں گے۔ فکر کے قابل زندگی اسلام کی اور مسلمانوں کی ہے۔ میرے نام سے غیر کی دہشت اس بات کا ثبوت ہے کہ میں صحیح راستے پر چل رہا ہوں۔ اور میرا نشانہ غلط نہیں ہے۔ اب آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری امیدوں کو کس حد تک پورا کرتے ہیں۔ مولوی تفضل حسین صاحب سے ملیے اور میرا پیام سنایئے۔ خدا سے دعا ہے کہ آپ کو دل درد مند

اور عمل صالح عطا کرے کہ میرے نزدیک دل دردمندی کا نام قلب مومن ہے۔ خدا حافظ!

۱۱ خورداد ۱۳۴۷ ف
(مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۳)

مولوی نثار اللہ صاحب عثمانی
پانی پت
جناب محترم!

دونوں گرامی نامے پہنچے۔ کثرت مشاغل کی وجہ سے جواب دیر سے دے رہا ہوں۔ اب بحمد للہ حیدرآباد میں امن ہے۔ شہداء میں سے ایک میرا چچازاد بھائی تھا۔ اظہار ہمدردی کے لیے ممنون ہوں۔ تمام پرسان حال کو میری طرف سے اور خانم کی جانب سے سلام اور شکریہ پہنچایئے۔ خدا آپ کو اچھا رکھے۔ فقط

(۳۴)

سیٹھ الحاج قاسم علی جے راج بھائی
رحیم منشن (بمبئی)
سیٹھ صاحب مکرم و محترم!

سیٹھ ذکریا مینار کا خط بھی ملا تھا اور آپ کا گرامی نامہ بھی پہنچا۔ یاد فرمائی کا دل سے ممنون ہوں۔ افسوس ہے کہ گذشتہ مرتبہ آپ کی ملاقات کے شرف سے محروم رہا۔ دل تو بہت چاہتا ہے کہ بمبئی آؤں اور آپ کی عنایتوں سے لطف حاصل کروں لیکن افسوس کے ساتھ معافی چاہتا ہوں کہ اب کی دفعہ حاضر نہ ہوسکوں گا۔ پونا، برار اور مدراس کی دعوتوں کو بھی مسترد کر چکا ہوں۔ حیدرآباد کے گزشتہ فتنوں سے آپ اخبارات کے ذریعہ واقف ہو چکے ہوں گے۔ اس مرتبہ بری طرح اس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ عیدِ میلاد کے موقع پر میں حیدرآباد ہی میں رہوں۔ معاف فرمایئے اور مسلمانانِ بمبئی سے بھی معافی چاہیئے۔ انشاء اللہ اگر زندگی ہے تو پھر کسی وقت تعمیل حکم کرونگا والسّلام!

(۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۵)

مولوی عبدالمنان صاحب بی اے، ال ال بی
ناظم اعزازی سیرۃ کمیٹی (امراوتی)، برار
مکرمی!

میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنے آنے یا نہ آنے سے متعلق

ایک ہفتہ میں قطعی جواب دوں گا۔ اس عرصہ میں قلب سخت کش مکش میں مبتلا رہا ہے۔ بالآخر دل کڑا کر کے اپنے نفس پر بے حد جبر کر کے یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ حاضری ممکن نہیں نہ معلوم میرے برار آنے کی تمنا کب پوری ہو گی۔ حیدرآباد کے موجودہ حالات کا تقاضہ ہے کہ کہیں باہر نہ جاؤں۔ معاف فرمایئے اور دعا کیجئے کہ خدا ہر ایک فتنہ و شر سے محفوظ رکھے۔ فقط

۱۳ خورداد ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۶)

سیٹھ احمد حاجی عمر صاحب

سکریٹری انجمن تبلیغ اسلام ۱۶۔ مین اسٹریٹ پونا

مکرمی زاد الطافکم۔

ڈیڑھ مہینے سے آپ کا عنایت نامہ میز پر رکھا ہوا ہے اور اس نیت سے غور کرتا رہا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر شرکت کی مسرت حاصل کر لوں۔ لیکن افسوس ہے کہ حیدرآباد کے حالات نے اس تمنا کی تکمیل کے قابل نہیں رکھا ہے۔ معافی چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ کسی اور وقت اس عزت کا شرف حاصل کروں گا۔ مولانا نواب علی صاحب کی خدمت

میں تسلیم و نیاز عرض کیجئے۔ فقط

۱۳ خورداد ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۷)

امام بیگ صاحب رونق

ایڈیٹر دکن نیوز ایجنسی۔ حیدرآباد

مکرمی!

آپ کی یہ اطلاع صحیح نہیں ہے کہ مسلمان زخمیوں سے کوئی نہیں مل رہا ہے۔ ہماری تیماردار کمیٹی تقریباً ہر روز دورہ کرتی ہے۔ میں خود بھی جمعرات کے روز گیا تھا۔ زخمیوں کے لیے میوہ اور غذا کا انتظام کر دیا گیا ہے اور ان کے اہل و عیال کی پریشانیوں کے ارتفاع کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ انشاءاللہ ان کوششوں کو بڑھا دیا جائے گا۔

۱۳ خورداد ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۸)

قاضی فیصع الدین صاحب منصف

کمان پور جاگیر۔ ضلع کریم نگر

قاضی صاحب مکرم!

معاف کیجئے کہ خط کا جواب دیر سے دے رہا ہوں۔ آپ کی بارگاہ محبت کا ایسا سخت مجرم ہوں کہ خط کے ذریعہ بھی آنکھ ملاتے شرم آلہی ہے۔ عذر گناہ ظاہر ہے کہ بدتر از گناہ ہے اس لیے کوئی عذر کرنا نہیں چاہتا۔ معاف فرما دیجئے۔ گذشتہ ہفتہ حیدرآباد جس قیامت میں مبتلا رہا ہے، اس سے آپ واقف ہوں گے۔ اب کچھ سانس اعتدال پر آئی ہے۔ انشاءاللہ عنقریب آپ کی کارروائی کی طرف توجہ کروں گا۔

۱۳ خورداد ۱۳۴۷ف
(مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳۹)

سیٹھ غلام محمد صاحب فرزند سیٹھ عبداللہ جوزف کلکتہ والا

سیٹھ صاحب مکرم و مہربان!

نہایت افسوس ہے کہ آپ کے خط مورخہ ۱۴ اپریل کا جواب آج دے رہا ہوں۔ اخبارات میں ایوخان بہادر کے خط سے آپ نے حیدرآباد کے گذشتہ ہنگاموں کا حال معلوم کیا ہوگا۔ کچھ نہ پوچھئے کہ کس طرح مصروف رہا ہوں۔ آج فرصت ملی ہے کہ اپنی گذشتہ دو ہفتوں کی ڈاک دیکھوں۔ بے حد ممنون

ہوں کہ آپ نے فاطمہ خانم کے معاملہ میں دلچسپی لے کر اس کو تکمیل تک پہنچایا۔ جو روپیہ ان کے جہاز کے کرایہ کے علاوہ بچ جائے وہ ضرورتاں ہی کو ادا کر دیجئے۔ خیرات کی رقم میں واپس لے کر کیا کروں گا۔ امید ہے کہ وہ چلے گئے ہوں گے۔

بڑے سیٹھ صاحب کی صحت کی خبر مسرت کا باعث ہوی۔ خدا آپ سب کو اچھا رکھے۔ میری طرف سے اپنے محترم والدین کو سلام پہنچایئے بائی صاحبہ کو آداب کہیئے اور بچوں کو پیار کر لیجئے!

۱۳ خورداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۵)

مولوی غلام احمد صاحب وکیل

نظام آباد

مکرمی!

آپ کے پہلی اور ۴ خورداد کے خطوط کا ایک ساتھ جواب دے رہا ہوں۔ کمیشن کی رکنیت سے متعلق آپ نے جو آنریریا کانفرنس کو جواب دیا اس سے بالکل متفق ہوں۔ ۴ خورداد کو اسٹانڈنگ کمیٹی نے جو تصفیہ کیا ہو اس سے مطلع فرمایئے۔ اگر مجلس اتحاد المسلمین سے اشتراک عمل کی خواہش کی جائے تو ہرگز عذر نہ ہوگا۔

حیدرآباد کے فساد میں میرے عزیز کی شہادت پر آپ کے پُرخلوص جذبات کا ممنون ہوں۔ میں آپ سے بالکل متفق ہوں کہ ایسی موت بجائے رنج و ملال کے مسرت و ابتہاج کا باعث ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ معتمد صاحب کو بلدہ آنے سے روک دیا۔ میں ان تمام بھائیوں کا ممنون ہوں جنھوں نے اس حادثہ میں میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ لیکن سچی ہمدردی یہ ہے کہ ان واقعات سے سبق لیں اور تیاری و تنظیم کی طرف متوجہ ہوں۔

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

نظام آباد میں جہاں آپ جیسے اصحاب موجود ہیں بے فکر ہوں۔ خدا میرے اطمینان کو باقی رکھے۔ والسّلام

۱۳ خورداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۱)

مولوی ولی محمد صاحب

صیغہ دار مجاریہ۔ اول تعلقداری۔ نظام آباد

محلہ پھلانگ

مکرمی!

مولوی غلام احمد صاحب وکیل نے درد شکم کے لیے دوا

کا ایک نسخہ مجھے عنایت کیا تھا جس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ مجھے معلوم ہوا کہ نسخہ آپ کا ہے۔ اس لیے ممنون ہوں اور ایک حقیر تحفہ روانہ کر رہا ہوں۔ قبول فرما کر ممنون کیجئے۔

۱۳ خورداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۲)

مولوی نذیر احمد صاحب نجمندی

بتوسط سیٹھ ذکریا صاحب منیار۔ بمبئی

مکرمی!

گرامی نامہ پہنچا۔ اس سے قبل سیٹھ ذکریا مینار صاحب اور سیٹھ قاسم علی جے راج بھائی صاحب کے خطوط بھی آچکے ہیں۔ ان سے بھی معافی چاہی ہے اور آپ سے بھی امیدوار عفو ہوں۔ پونا، مدراس، ناگپور، برار و امراوتی کی درخواستیں بھی مسترد کر دی گئی ہیں۔ حیدرآباد کے حالات کا تقاضہ ہے کہ میں اب کی دفعہ کہیں نہ جاؤں۔ معاف فرمایئے۔ انشاءاللہ یار زندہ صحبت باقی۔

۱۵ خورداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۳)

سید سلطان محی الدین بہمنی
۲۹۔ہائی روڈ ٹرپلیکن۔ مدراس
مکرمی!

آپ کے خط مورخہ ۱۳ مارچ کا جواب خلد آباد سے تو دے دیا تھا لیکن وعدہ کیا تھا کہ بلدہ آئے کے بعد۔ محمد یعقوب صدیقی سے متعلق۔ دارالترجمہ میں دریافت کر کے۔ آپ کو مطلع کروں گا اس عرصہ میں حیدرآباد جن طوفانی حالات سے گزرتا رہا ہے اس سے آپ بے خبر نہیں ہیں۔ پھر بھی میں نے وقت نکال کر یعقوب صدیقی سے متعلق تحقیقات کی۔ دارالترجمہ میں اس نام کا کوئی شخص، نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی بہت ہی بڑا چالاک اور دھوکہ باز شخص ہے۔ اس سے بچتے رہیئے اور لوگوں کو بچایئے۔

(۲۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۴)

سیٹھ غلام محمد عبد اللہ بھائی کلکتہ والا
قلابہ۔ بمبئی
مکرمی!

آپ کا خط اور فاطمہ رقیہ خانم کے حسابات پہنچے۔

میرا دلی شکریہ قبول فرمایئے کہ آپ نے زحمت دہی کو بمسرت گوارا فرمالیا۔ اور ایک نیک کام میں میری مدد کی۔ میرے عزیز کی شہادت پر آپ نے اور آپ کے محترم والدین نے اور بہن زرینہ بائی نے جو ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کے لیے شکر گزار ہوں۔ الحمدللہ اب امن ہے۔ دعا فرمایئے کہ قائم رہے امید ہے کہ آپ سب بخیر و عافیت ہوں گے۔ میری طرف سے سب کو سلام پہنچایئے۔ اردو میں خط لکھنے کی معافی چاہتا ہوں۔ افسوس ہے کہ میرے لیے انگریزی میں اسی طرح لکھنا دشوار ہے جیسا کہ آپ کے لیے اردو میں لکھنا۔ امید کہ آپ معاف فرمائیں گے۔

(۲۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۵)

سید ابراہیم صاحب بخشی
ناندگاؤں۔ برار

برادر مکرم!

آپ کا بولا چالا معاف کرانے والا کارڈ بھی پہنچا تھا اور اب مہاراشٹرا کے مقطوعات اور ۵ اصفر کا خط بھی پہنچا۔ آپ کی طبیعت میں جو انقلاب پا رہا ہوں وہ انتہائی مسرت خیز اور قابلِ مبارکباد ہے۔ اب کی دفعہ تو خط کے لفافے میں آپ کا دل

ملفوف ہے ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھا۔ بزرگان سلف کے حالات کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ ماسوا سے مایوسی ذات احد سے تقرّب اور تمسک کا باعث ہو جاتی ہے۔ آپ نے مجھ سے متعلق جن تمناؤں کا اظہار کیا ہے ان پر دل سے صاد کرتا ہوں اور آمین کہتا ہوں۔ مگر نہیں کہہ سکتا کہ وقت کب آئے گا۔ آپ نے لکھا تھا کہ اپنے کسی عزیز کو شدید علالت کی حالت میں بلدہ لا رہے ہیں۔ بلدہ آئے تو مجھ سے ضرور ملیے۔ میں دل سے اور خدا کے واسطے آپ کا بولا چالا معاف کرتا ہوں اور آپ سے اسی کا متمنی ہوں۔

(۲۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۶)

مولوی عبدالستار صاحب
اوّل تعلقدار۔ محبوب نگر

جناب مخدوم و محترم

گرامی نامہ ملا۔ مثلیں مولوی غلام حسین صاحب کے حوالہ کر دی گئی ہیں۔ سخت متاسف ہوں کہ متعدد ارادہ کیا مگر مدینہ نگر نہ جا سکا۔ اب جو مجبوریاں حائل ہیں وہ مولوی غلام حسین صاحب سے معلوم ہو گئی ہوں گی۔ دعا فرمایئے کہ خدا

موانع کو دور کرے اور اخوت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا کرے۔ شہدا کے لیے اظہار تعزیت باعث منت ہوی۔ خدا آپ کو اچھا رکھے۔ اقبال مرحوم کی وفات عالم اسلامی کا مشترک سوگ ہے جس کا دل سے جلد مٹنا ممکن نہیں خدا مسلمانوں کو اس کا بدل عطا کرے۔

۲۲ خورداد ۱۳۴۷ ف

(مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۷)

محمد اسمٰعیل خاں صاحب وکیل

کلیانی

مکرمی!

خط مورخہ ۷ اخورداد پہنچا۔ ہمدردیوں کے لیے ممنون ہوں۔ کسی کی شہادت باعثِ رنج وملال نہیں قابلِ مُبارک باد ہوتی ہے۔ یاد رکھیے۔ اقوام وملل کی کھیتیوں کی کھاد صرف نوجوانوں کا خون ہے۔ جو قوم اس کے لیے تیار نہیں ہے۔ وہ اللہ کی زمین پر جینے کی مستحق نہیں۔ بہرحال آپ کا ممنون ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خونِ شہدا مسلمانوں کی آنکھوں کی سرخی بن کر چمکے اور ان کی عقل کی روشنی کا باعث ہو۔

۲۲ خورداد ۱۳۴۷ ف
(مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۸)

ایس۔ بی دھانورے صاحب
سکریٹری ہما سبھا بیدر
مکرمی!
جس قوم کی کانفرنس ہو رہی ہے اسی قوم سے صدر کا منتخب کرنا مناسب ہوگا۔ میری صدارت کسی طرح مفید نہ ہوگی اگر موقع ہوا تو مجمع میں ایک عام شہری کی طرح بیٹھنے کے لیے تیار ہوں صدارت سے معاف فرمایئے۔

۲۲ خورداد ۱۳۴۷ ف
(مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴۹)

حکیم محمد عاقل خاں صاحب
بلیماران۔ دہلی
مکرمی زادت الطافکم!
بڑے زمانہ کے بعد یاد فرمایا۔ ممنون ہوں۔ خود میں بھی اس زمانہ میں کچھ غیر معمولی طور پر مشغول رہا۔ حیدرآباد آج کل

ہندوستان کے قوم پرستوں کی نظرِ کرم کا سب سے زیادہ مورد بنا ہوا ہے۔ کام بہت ہے اور وقت تھوڑا۔ کامیابی کے لیے دعا چاہتا ہوں۔ سب بخیر و عافیت ہیں۔ حکیم کامل خاں صاحب اور اپنے ملازم عبدالقیوم کو میرا پُر محبت سلام پہنچا دیجئے۔

(۵۰)

مولوی عبدالصمد سراج الدین صاحب
رشید منزل۔ غازی پورہ۔ گلبرگہ
مکرمی!

خط مورخہ ۲۵ خورداد پہنچا۔ آپ کے تبادلہ میں جتنی تاخیر ہو رہی ہے، مجھے اتنی ہی تکلیف ہے۔ انشاء اللہ پھر ایک مرتبہ کوشش کرتا ہوں۔ کل ہی مولوی عبدالرحیم صاحب نضل کا خط آیا تھا۔ ان کو جواب دیا ہے کہ گلبرگہ نہ آسکوں گا۔ اکبر عالم صاحب کو ٹھیک کرنے کے لیے انشاء اللہ کوئی اور تدبیر اختیار کی جائے گی۔ ہندوؤں کی تیاریاں خدا کرے مسلمانوں کے لیے تازیانۂ عبرت ثابت ہوں۔ خدا نے اپنی سب سے بُری مخلوق اُن جاندار کو کہا ہے جو کان، آنکھ اور دل رکھنے کے باوجود سنتے دیکھتے اور سمجھتے نہیں ہیں۔

کچھ روز سے بیمار ہوں مگر اب طبیعت روبہ صحت ہے

تعطیلات کے زمانہ فرصت میں آپ سے متمنی ہوں کہ گلبرگہ کی مجلس اتحاد المسلمین کو زیادہ سے زیادہ مقبول، مستحکم اور کارآمد بنانے کی سعی کریں گے۔ میں گلبرگہ کے ہر محلہ کو جُدا جُدا ایک امیر کے تحت پوری طرح منظم دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہر محلہ میں ایک دارالمطالعہ دیکھنے کا متمنی ہوں۔ ہر مسلمان کو ورزشی، مضبوط اور فنِ سپہ گری کا ماہر دیکھنا چاہتا ہوں۔ تنظیم دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے اور طاقت زندگی کی ضامن۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ گلبرگہ منظم ہو گیا ہے تو میں یقین کروں گا کہ گلبرگہ زندہ ہو گیا ہے۔

۳ تیر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۸ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۱)

مولوی میر باسط علی خاں صاحب
سشن جج۔ صوبۂ ورنگل

کتاب "تاریخ عدالت آصفی" کی ایک جھلک کسی دوست کی میز پر نظر آئی تھی۔ میں تو خود منگوانے کو تھا۔ آپ نے کرم فرمایا تشکر ہوں۔ سخت افسوس ہے اور شرمندگی کہ اس کتاب کے سلسلہ میں جو خدمات مجھ سے متعلق کی گئی تھیں، ان کو کما حقہٗ ادا نہ کر سکا۔

اللہ آپ کو اچھا رکھے کہ خفا ہونے کی بجائے کرم فرماتے ہیں۔
مجھے تو حیرت ہے کہ اللہ میاں نے مجھ بھونڈے آدمی کو اس سندر
دنیا میں پیدا کیسے کر دیا۔ اب اگر آپ نے اس کی تصویر اپنی
خوب صورت کتاب میں شائع کی ہو تو کیا تعجب ہے۔ جب تک
اچھی کے ساتھ بری شامل نہیں ہوتی، حُسن پیدا نہیں ہوتا۔
ورنگل آتا تو ضرور ملتا۔ لیکن اب شاید ایک عرصہ تک نہ
آسکوں۔ اگر کبھی بلدیہ تشریف آوری ہو تو ٹیلی فون سے ضرور مطلع
فرمایئے۔ حاضر ہو کر ضرور ملوں گا۔ مکان میں بہت اچھی مقرریں
لیکن باہر نکلتے جھجکتی تھیں۔ اب ان کو پکڑ جکڑ کر بہادر بنا دیا ہے
دعا کیجئے کہ خدا ان سے کچھ کام لے لے اور وہ اپنی بہنوں کی
خدمت کر سکیں۔ فقط

۴ تیر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۹ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۲)

مولوی سید کلیم اللہ صاحب قادری ایچ۔ سی۔ ایس
کوچہ فتح سلطان۔ بلدہ

جناب مکرم و محترم!
آپ کے خطوط کو میں نے نہایت توجہ سے پڑھا۔ جس کمی

کی طرف آپ نے توجہ فرمائی ہے اس کو ہر سمجھ دار آدمی ایک زمانہ سے محسوس کر رہا ہے اور اس کے ضروری ہونے میں اب کسی قسم کے شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی ہے۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ موجودہ دارالاقاموں کے قیام کا کام کس کے تفویض کیا جائے۔ ہماری سب سے بڑی کمی جس کا میں ہمیشہ شکوہ سنج رہتا ہوں، وہ کام کرنے والوں کی قلت ہے۔ ہمارے بہترین دماغ ملازمت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور شاید اتنا وقت نہیں رکھتے کہ ان کاموں کے پیچھے صرف کر سکیں۔ جو لوگ فرصت رکھتے ہیں، وہ احساس و صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور اگر کہیں یہ ساری چیزیں جمع ہیں تو عمل پر آمادگی نہیں ہے۔ یہ چند جملہ معترضہ تھے۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم مایوس ہو جائیں۔ معتمد صاحب مدرسۂ قادریہ بہت سمجھ دار آدمی ہیں اور اسی مقصد کو سامنے رکھ کر چل رہے ہیں جو خود ہمارا ہے۔ ان ہی کے تفویض اس کام کا کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔ کسی روز چند علم دوست اصحاب کو جو اس کام میں دلچسپی لے سکیں۔ مولوی جمیل احمد معتمد مدرسۂ قادریہ کے ساتھ اپنے یہاں جمع کر لیجئے۔ مشورہ کے بعد کچھ نہ کچھ طے کریں گے۔ میری اپنی مصروفیتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ اب میں ان میں کسی مفید سے مفید کام کے اضافہ کے لیے تیار نہیں ہوں۔

امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۷ تیر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۳)

مولوی غلام احمد صاحب وکیل
کاشانہ۔ نظام آباد
مکرمی!

آپ کا درد سے بھرا ہوا خط پہنچا۔ یقین ہے کہ ۴ تیر کا "صبح دکن" یا ۵ تیر کا "رہبر" نظر سے گزرا ہوگا اور رفع غلط فہمی ہوگئی ہوگی۔ مولوی غلام احمد صاحب! مشکل یہ ہے کہ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ہم ایک ایسے ملک میں آباد ہیں، جہاں برائے نام ہی سہی اپنی حکومت ہے۔ سختیاں ہوتی ہیں، ہمیں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ بندشیں ہوتی ہیں ہمیں سہنا پڑتا ہے۔ اگر اس کے خلاف سختی سے احتجاج کیجئے تو اپنے ہاتھوں اپنے گال پر مکا مارنے کے برابر ہے خاموش بیٹھا مسلمانوں کی بے حسی اور احسان فراموشی کا منظر دیکھ رہا ہوں مگر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ غیر متوقع نہیں ہے۔

انشاءاللہ میرا درد دل انہی پتھروں سے چشمے نکالے گا اور آپ شش جہات دکن کو سیراب ہوتا دیکھیں گے۔ آپ کی تو پہلے بھی ضرورت تھی اور اب بھی ہے۔ بے دھڑک میدان

ہیں آیئے۔ خاموشی اور گویائی دونوں حالتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے نوجوان آپ کے ساتھ چل سکتا ہے۔ خود دوڑنے کی عمر کو ابھی نہیں پہنچا۔ مکان میں شکریہ عرض کرتی ہیں۔ آج شاید پھر ایک دو تقریر کریں گے۔ ان میں صلاحیت پوری ہے۔ جھجک تھی۔ وہ دور ہوتی جارہی ہے۔ آپ کی دعا کا طالب۔

۷ تیسر ۱۹۴۷ف

(مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۴)

محمد امیر صاحب

چھتہ بازار۔ عقب دفتر نظم جمعیت

نحرمی! مجھے آپ کی تشریف آوری اور ناکام واپسی کا سخت افسوس ہے۔ تحریر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاصے اچھے عالم ہیں۔ اور مجھے آپ سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ باعث مسرت ہوگا، اگر آپ کسی دن دوشنبہ یا پنجشنبہ کو صبح آٹھ بجے تشریف لائیں۔ میرے ملازم سے فرما دیجئے کہ میں نے آپ کو وقت دیا ہے اور اگر چٹھی بھی لکھا دیجئے تو مناسب ہوگا۔ مولانا سلیم مرحوم اردو کے ایسے محسن تھے کہ ان کا احسان کسی طرح بھلایا نہیں جا سکتا۔ ان کے کلام کی اشاعت۔ نہایت مبارک ارادہ ہے۔ اگر مجھ سے کوئی خدمت ہو سکے تو مسرت کا باعث ہوگا۔

۱۴ تیسر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۵)

جناب زکریا مینار صاحب
بمبئی

مکرمی زادت الطافکم!

آپ کے خطوط سمندر شوق کے لیے تازیانہ بن رہے ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ اُڑ کر بمبئی پہنچ جاؤں لیکن یہاں کی مصروفیتیں مانع ہیں۔

۲۷ ربیع الاوّل کو جب کہ ۲۸ مئی رہے گی۔ سکندرآباد کا عظیم الشان جلسۂ میلادالنبی میری صدارت میں منعقد ہو رہا ہے اور میں نے اس کی شرکت کا وعدہ کر لیا ہے اس لیے جن تاریخوں کا آپ نے ذکر کیا ان میں میری بمبئی کو حاضری قطعاً ممکن نہیں۔ اگر آپ کانفرنس کو بجائے مئی کے جون میں منعقد کریں تو انشاءاللہ شرکت کی سعادت حاصل کروں گا۔

امید کہ آپ معاف فرمائیں گے۔ مولانا جنیدی صاحب کی خدمت میں آداب و تسلیم اور سیٹھ قاسم علی جے راج بھائی صاحب کو سلام پہنچایئے۔ فقط

۱۶ تیر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۶)

محمد غلام معین الدین خاں صاحب عرف خواجہ نواب
حیدرگوڑہ (حمایت نگر) عقب ماڈرن پرائمری اسکول
بلدہ۔

برادر محترم زادت الطافکم!

فاتحہ وعرس شریف کی دعوت پہنچی۔ اب تو آپ کی ملاقات، عید کے چاند کی ملاقات سے زیادہ دشوار ہوگئی۔ کلب تو کیا آتے، احباب کو درشن دینا ہی مشکل ہوگیا۔ مجھ رند قدح خوار سے پوچھو یہ مشقت تو کچھ تم کو بھاتی نہیں۔ دنیا کارگہِ عمل ہے۔ اس کو بھی تم نے عزلت گزینی ہی میں گزار دیا تو اللہ میاں کے سوال کا کیا جواب کہ زندگی میں کیا کر آئے۔ اللہ حجروں کی چار دیواری کے اندر نہیں، آفاق کے ذرّہ ذرّہ میں، بیکسوں کی آہ وبکا میں، بے وسیلوں کے نالہ وشیون میں، مظلوموں کی کراہ میں، دادخواہوں کی تڑپ میں، اس کے راستے میں رسوائیوں اور ذلّت میں ملے گا۔ باہر نکلو اور دیکھو کہ اشرف المخلوقات انسان، حامل بارِ امانتِ انسان، خلیفۃ اللہ انسان کس طرح ذلیل وخوار ہو رہا ہے۔ اس کی

سربلندیوں کا سامان کرو کہ یہی اصل عبادت اور یہی اصل دین ہے۔ کہیں یہ خط حضرت شیخ کو نہ دکھا دینا کہ مجھ بے چارے غریب کی کفر کے فتوؤں سے تواضع ہو۔ اب کام کی بات سنو، ۱۲ ربیع الاوّل کو سکندرآباد کا عظیم الشان جلسہ میلاد ہے۔ میں کرسیِ صدارت کے لیے کھینچا گیا ہوں۔ شاید تین بجے سے مغرب تک مقید رہوں گا اسی روز شب کی گاڑی سے چند روز کے لیے بلدہ سے باہر جا رہا ہوں۔ انتہائی کوشش کروں گا کہ عرس شریف میں شرکت کی سعادت حاصل کروں۔ اگر نہ آسکا تو لغزش مستانہ سمجھ کر معاف کر دینا۔ تصور میں تم سے گلے مل رہا ہوں اور تمہاری مقدس ڈاڑھی کو بوسہ دے رہا ہوں۔ میری نہیں سنتے تو سعدی کی سنو ؎

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

خدا تم کو اچھا رکھے۔ اپنی محبت میں ایسا سرشار کرے کہ اس کی کائنات کے چھوٹے سے چھوٹے ذرّے کی بے قراری تم کو تڑپا دے اور گوشۂ عزلت سے تم کو باہر کھینچ نکالے۔
والسّلام۔

۱۹ تیر ۱۳۴۷ف
(مطابق ۲۴ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۷)

مولوی غلام احمد صاحب وکیل
کاشانہ۔ نظام آباد

برادر مکرم و محترم!

آپ کا والہانہ و پُرجوش خط پہنچا۔ جس کا ایک ایک لفظ تیر ہے قلب و دماغ کے لیے نشتر تھا۔ ہر لفظ سے اتفاق ہے اور ہر حرف پر صاد کرتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ جذبات قلب کو صفحۂ قرطاس پر نہ لاؤں۔ احتیاط گریباں گیر ہے لیکن سینے کہے دیتا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ حکومت میری نہیں رہی۔ میں جانتا ہوں کہ اس کو اسلامی حکومت کہنا اسلام کے لیے باعثِ ننگ و عار ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ خاکِ حجاز اقبال کے الفاظ میں خشت بنیادِ کلیسا بن گئی ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری ساری امیدوں کا مرکز اور ساری آرزوؤں کا ٹھکانہ مجبور اور دوسروں کے اشارے کا محتاج ہے۔ میں اس کو بھی سمجھتا ہوں کہ بالآخر مجھ کو شکست ہوگی حیدرآباد کی سلطنت مسلمانوں کے ہاتھ سے جائے گی اور ہندوستان کے سمندر میں حیدرآباد بھی ایک موج کی طرح لہرائے گا۔ دو سو برس کے حاکم ازلی اور ابدی غلام بن جائیں گے۔ یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب کچھ بے وجہ نہیں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی

عدم جمعیت، خلاف ورزیِ قوانینِ الٰہی، سستی عیش پسندی اور کاہلی کی وجہ سے اپنے آپ کو اس تمام عذابِ الٰہی کا مستحق بنالیا ہے اور خیر اسی میں ہے کہ اگر وہ پھر سے مسلمان نہیں بن سکتے تو کفر ہی کو اپنا دوست بنالیں۔ خدا کے نہیں ہو سکتے تو شیطان ہی کو اپنا کرلیں۔ لیکن کیا کروں۔ ان سب باتوں کو جاننے کے باوجود طبیعت ادھر نہیں آتی۔ اسلامی سلطنت کے تصور میں جی رہا ہوں۔ اسلامی سلطنت کو پیدا کروں گا یا اسی تصور میں ہمیشہ کے لیے دنیا سے آنکھ بند کرلوں گا۔ اس کو طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ جن پر چھ سو برس سے حکومت کی ہے، ان کے سامنے سرِ اطاعت خم کردوں۔ کریلا ہوں اور نیم چڑھا۔ پٹھانوں کے محفوظ خون نے خلقت و جبلت میں آزادی بھر دی تھی۔ اسلام کی تعلیمات اور قرآن کے مطالعہ نے اس کو جلا دے دی۔ یہ خیال نہ کیجئے کہ صنم مندر کے سامنے جھکنا گوارا نہیں ہے۔ کلیسا کے اقتدار کو بھی گوارا نہیں کرتا۔ آپ بجا طور پر سوال کرسکتے ہیں کہ اقتدار کلیسا کے مقابلے کیا کر رہا ہوں معاف کیجئے اس کے مینار و کلس ڈھلے ہوئے نظر آرہے ہیں کارخ و ایوان کی اینٹوں کو جھڑتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ بنیادوں کا تزلزل محسوس کر رہا ہوں۔ واقعات یقین دلا رہے ہیں کہ باپ بیٹا روح القدس کی بجائے وہاں برھما۔ وشنو اور شیو کی مورتیاں کھڑی ہونے والی ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں خلیج بنگال سے

امنڈتے ہوئے طوفان کو چھوڑ کر بحیرۂ عرب کے پھٹتے ہوئے بادلوں کی طرح متوجہ ہو جاؤں۔ دیکھنے والی آنکھ منع کر رہی ہے۔ اور سوچنے والا قلب روک رہا ہے۔ رائے کا اختلاف ہے۔ شاید آپ اتفاق نہ فرمائیں لیکن میرا اگر بس چلے تو شاید تھاپی لے کر اپنی زندگی کی خاطر اور مسجد کے مضبوط ہونے تک کلیسا کی دو چار اینٹوں کو مضبوط کر دوں کسی روز موقع ملے اور آپ حیدرآباد آئیں تو چند لمحوں کے لیے آجایئے تفصیل سے گفتگو کروں گا۔ مگر پہلے سے مطلع کر دیجئے تاکہ تیار رہوں۔

خدا آپ کے التہاب قلب کو بڑھائے۔ آپ کی دیوانگی میں اضافہ کرے اور آپ جیسے چند دیوانے اور پیدا ہوں۔

ولا دیوانہ شو - دیوانگی ہم عالمے وارد

خدا حافظ! اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

۱۹ تیر ۱۳۴۷ف

(مطابق ۲۴ مئی ۱۹۲۸ء)

(۵۸)

ناظم صاحب امور مذہبی

بلدہ۔

جناب مخدوم و مکرم!

موضع کوکنٹہ۔ علاقہ یمستان دنپرتی ضلع محبوب نگر میں پچاس ساٹھ مکان مسلمانوں کے ہیں۔ یہ بے چارے مسجد نہ ہونے کی وجہ سے عاشور خانے میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ جب انھوں نے مسجد کی تعمیر کے لیے درخواست دی تو موضع کے ہندو باشندوں کے اس عذر پر کہ دیول قریب ہے ان کی درخواست مسترد کر دی گئی۔ اول تو ان کو یہ تسلیم نہیں ہے کہ دیول اس قدر قریب ہے کہ مانع تعمیر مسجد ہو۔ دوسرے وہ ایسی جگہ بھی بنانے کے لیے تیار ہیں جہاں ہندوؤں کو کوئی اعتراض نہ ہو سکے۔ لیکن سنا ہے کہ ان کی یہ کارروائی ایک زمانے سے محروم توجہ ہے۔ کیا میں جناب سے یقین رکھوں کہ زحمت گوارا فرما کر اس کو ملاحظہ و منظور فرمائیں گے تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

۱۹ تیر ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۸ء)

(۵۹)

الحاج سیٹھ قاسم علی جے راج بھائی صاحب

بمبئی۔

مکرمی جناب سیٹھ صاحب

اردو میں خط لکھنے کی معافی چاہتا ہوں۔ انگریزی میں خط

لکھوا سکتا تھا۔ لیکن چاہتا ہوں کہ بمبئی کے روسا کو اردو سے مانوس کردوں۔ اگر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تو کم از کم مہینے میں ایک آدھ مرتبہ میرا خط پڑھنے کی زحمت گوارا کریں گے۔ افسوس کہ چلتے وقت کما حقہ، آپ کا شکریہ ادا نہ کرسکا۔ اور ادا بھی کیسے کرسکتا ہوں کہ آپ کے کرم شاید ہر قسم کے شکریہ سے زیادہ ہوں ۔ یہ مہمان نوازیاں یاد رہیں گی۔ میرا سلام اپنی والدہ صاحبہ محترم کو اور بیگم صاحبہ کو پہنچایئے۔ سیٹھ اشرف علی اور نذیر علی کو بھی سلام کہیئے۔

دنیا چاہے غریب ملازموں کو فراموش کردے لیکن میں آپ کے اطاعت گزار، مخلص اور نہایت شریف ملازموں کو نہیں بھول سکتا۔ ان سب کو ایک ایک کرکے میرا سلام کہیئے۔ میں آپ کے ہیڈ بٹلر کے مسلمان ہونے کی خبر کا بے چینی سے منتظر ہوں ۔ اس کو میں مسلمان سمجھتا تھا اس لیے تلقین نہیں کی۔ ورنہ اپنے زمانۂ قیام میں مسلمان بنا کر چھوڑتا۔

گلشن آباد کی فضا آنکھوں میں پھر رہی ہے۔ کسی روز حیدرآباد آیئے کہ خدمت کی مسرت حاصل کرسکوں۔

(۶۰)

مولانا ایس۔ اے۔ ایچ ناطق صاحب
جوناجیل روڈ۔ ناگپور سٹی

جناب مکرم و محترم!

تبلیغ کانفرنس کی صدارت کے لیے بھیجا گیا ہوا تھا۔ اس لیے گرامی نامہ کے جواب میں تاخیر ہوی۔ بھوپی کی کوئی صحبت ایسی نہ تھی جس نے گزشتہ سال کے ان لمحوں کو یاد نہ دلایا ہو جو جناب کے ساتھ گزرے۔ اب کی مرتبہ مولانا ظفر علی خاں صاحب اور میں ایک کمرے میں تھے۔ اور شاعری کا وہی لطف تھا جو آپ کی محفلوں سے حاصل ہو رہا تھا۔ عنایت نامہ کے ایک ایک لفظ پر غور کیا۔ احسن یار جنگ بہادر سے کہوں گا کہ اپنے ناگپور کے سفر کو صرف نہر کی تعمیر تک مخصوص رکھیں بلکہ مسلمانانِ ناگپور سے تعارف پیدا کرنے کی کوشش کریں لیکن دوسرے مسائل سے متعلق حیران ہوں کہ آپ کو کیا جواب دوں۔ اگر حیدرآباد آنے کے ارادہ کی کسی نہ کسی طرح آپ تکمیل کر لیتے تو بالمشافہ گفتگو ہوتی۔ ایک مرتبہ تصدق فرمایئے۔ مسٹر محمد یوسف شریف وزیر ..... (لفظ پڑھا جا سکا) اور وزرائے ناگپور کے تقریروں کا غور سے مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ جو لوگ آگ سے ٹھنڈک کی توقع رکھتے ہیں اور زہر کو تریاق سمجھتے ہیں ان کے لیے شریف صاحب کے واقعے میں عبرت و بصیرت کے بہت سے سامان ہیں۔ اب تو ہندوستان کے مسلمانوں کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ کانگریس وہ نہیں ہے جو نقاب کے اوپر سے نظر آ رہا ہے۔ باگے صاحب سے آپ جو کام لے رہے ہیں وہ مبارک ہے

بے نتیجہ ہی سہی۔ لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا اچھا ہے۔
امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

۴ امرداد ۱۳۴۷ ف
(مطابق ۹ جون ۱۹۳۸ء)

(۶۱)

ابوظہیر خالدی صاحب
دفتر اخبار الاصلاح
اچھرہ۔ لاہور
مکرمی!

گرامی نامہ مورخہ ۵ جون پہنچا۔ ایک خاکسار بھائی کو اس کی ضرورت نہیں تھی کہ مجھ سے راست خواہش کرنے کی بجائے آپ کا توسط اختیار کرتے میں ان کی ممکنہ خدمت کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ افسوس ہے کہ خدا کی دوستی نے ہندوؤں کو خفا کر دیا ہے دنیا اور اس کے پرستاروں کے نزدیک معتوب ہوں جن صاحب کے نام آپ لکھنا چاہتے ہیں ان کو اگر میرے تعلق کا علم ہو جائے تو بجائے فائدہ کے اندیشہ ہے کہ نقصان پہنچ جائے گا اسلیے معافی چاہتا ہوں۔

حضرت علامہ صاحب آ گئے ہوں تو مجھ ناکارہ کا سلام

پہنچا دیجئے۔ اور کہہ دیجئے کہ ان کا مکتوب سامنے رکھا ہے۔ جواب اس لیے نہیں دے سکا کہ نہیں دے سکتا۔

والسّلام

۹ امرداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

(۶۲)

آغا محشر صاحب حشری

مدیر برق (ہفتہ وار)

ولی محمد سونے والا بلڈنگ۔ متصل جے جے ہاسپٹل بمبئی۔۳

مکرمی!

کچھ روز سے باہر گیا ہوا تھا واپس آیا تو آپ کا خط ملا۔ وی۔ پی غالباً واپس ہو چکا ہوگا۔ اچھا ہوا۔ میں ہوتا بھی تو واپس کر دیتا۔ آپ کا ممنون ضرور ہوں لیکن اس زمانے میں جبکہ مسلمانوں کی زندگی کے بہت سے شعبے مستحق امداد ہیں۔ ایک اخبار کا وی۔ پی پچاس روپے میں خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس صاف گوئی کو معاف فرما دیجئے۔

خرمن دل منتظر ہے۔ برق بھیج دیجئے۔ لیکن پانچ روپے وی۔ پی کے ساتھ آپ نے برق کی زندگی کے لیے مجھ سے امداد

چاہی ہے۔ جس کو قدرت نے حیات طویل نہ بخشی ہو۔ اس کی زندگی کا سامان میں بے چارہ کیا کر سکتا ہوں۔ آپ کے مدحیہ اشعار جن کا میں کسی طرح مستحق نہیں تھا۔ یاد ہیں لیکن اطمینان دلاتا ہوں کہ انھوں نے میرے نفس کو ذرّہ برابر بھی فریب نہیں دیا۔

من آنم کہ من دانم

۹ امرداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

(۶۳)

سیٹھ زکریا بینار صاحب۔ بمبئی

مکرمی!

آپ کا اعلان جلسۂ تعزیت قلب پر بجلی بن کر گرا۔ کاش میں گزشتہ جلسۂ تبلیغ میں نہ آتا۔ سیٹھ الحاج قاسم علی بھائی کے یہاں یہاں نہ رہتا۔ ان کے گھر کی آبادی نہ دیکھی ہوتی۔ کہیں میری نظر ہی تو نہیں لگ گئی۔ ہائے کتنا نیک آدمی تھا۔ دولت مند ہو کر کیسا منکسر المزاج۔ کروڑ پتی ہو کر کتنا خدا ترس میں نے تار تو دیا ہے مگر آپ مہربانی فرمایئے میرا یہ خط لے کر خود ان کے گھر جایئے۔ ان کے فرزند اشرف علی صاحب سیٹھ کو، ان کی والدہ محترمہ کو اور ان کی بیگم صاحبہ کو پڑھ کر سنایئے اور یقین دلایئے کہ میں ایک سچے

اور حقیقی بھائی کی طرح ان کے غم میں شریک ہوں۔ قاسم علی سیٹھ کی بخشش میں تو کوئی کلام نہیں۔ میری دعا ہے کہ خدا ان کی والدہ ان کی بیوی اور ان کے بچوں کو صبر دے اور جس طرح ان کا گھر اس وقت تک آباد رہا ہے، آئندہ بھی آباد رہے۔

میں قاسم علی سیٹھ کے انتقال پر انجمن تبلیغ اسلام۔ بمبئی کو پرسہ دیتا ہوں۔ حقیقت میں آپ کی انجمن آج یتیم ہو گئی۔ میری دلی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے غم میں شریک ہوں۔

۹ امرداد ۱۳۴۷ ف
(مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

(۶۴)

جناب علی محمد جمال صاحب
قادر آباد۔ جالنہ

مکرمی!

آپ کا دلچسپ، طویل اور عتاب آمیز خط پہنچا۔ آپ کو معلوم ہے اور اگر نہیں معلوم ہے تو اب آپ کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ ایک قومی کارکن کی زندگی نہایت ہی قابل رحم ہو جاتی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ میں اپنے سینے میں ایک بے تاب دل رکھتا ہوں

اور چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان کو دولت کے اعتبار سے۔ تقویٰ کے اعتبار سے اور حکومت کے اعتبار سے، دنیا میں سب سے آگے دیکھوں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان تمناؤں کی تکمیل صرف آپ سے متعلق نہیں ہے بلکہ حیدرآباد کے ۱۵ لاکھ۔ ہندوستان کے نو کروڑ اور دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان اس میں شامل ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا مجھ پر وہی حق ہے جس کا آپ ادعا کر رہے ہیں۔ ان چالیس کروڑ میں سے دس کروڑ کھاتے پیتے مسلمانوں کو نکال کر بقیہ (۳۰) کروڑ پر میری دولت کو تقسیم کر دیجئے۔ اور جو حصہ آپ کا آئے جب آپ کا جی چاہے وصول کر لیجئے۔ جمال بھائی صاحب قومی ہمدردی اور اخوت اسلامی اپنی جگہ پر ایسی حقیقتیں ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں ابو طلحہ انصاری بننے کے لیے تیار ہوں کہ اپنا سب کچھ آپ کے سامنے رکھ دوں لیکن کیا آپ بھی عبدالرحمٰن بن عوف بنیں گے۔ جن کی غیرت جنت میں بھی پائے مرد ہمسایہ کے ساتھ جانا گوارا نہ کرے۔ حیدرآباد میں سینکڑوں مسلمان اس وقت آپ سے زیادہ میری امداد کے مستحق ہیں۔ ان سے فارغ ہو لینے دیجئے کہ وہ نسبتاً ذو القربیٰ ہیں۔ پھر آپ کی طرف توجہ کروں گا۔

۱۴ امرداد ۱۳۴۷ف

(مطابق ۱۹ جون ۱۹۳۸ء)

(۶۵)

میر باسط علی خاں صاحب
ناظم صدر عدالت۔ صوبہ در بنگل
کرم فرمائے بندہ زادت الطافکم

گرامی نامہ ہاتھ میں ہے۔ نواب رفعت یار جنگ بہادر کے ایٹ ہوم میں آنکھیں آپ کو ڈھونڈتی رہیں۔ "تاریخ عدالت آصفی" کا ایک نسخہ "میزان عدل" میں تلتا ہوا بہت دن ہوئے کہ مجھے وصول ہوا۔ میں نے اس کی رسید اور شکریہ بھی تحریر کر دیا تھا خدا کا شکر ہے کہ میں کہتا ہوں اور لوگ مان لیتے ہیں۔ لیکن جب کبھی زر طلبی کی نوبت آئی ہے، سخن درمیان ضرور رہا ہے۔ میری پبلک زندگی چندے اور زر طلبی سے ہمیشہ خالی رہی۔ آپ کا گلہ درست ہے۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ جب ملک کی خدمت کی جائے تو اہل ملک کا فریضہ ہے کہ بلا طلب اپنے حصے کو پورا کریں۔ دل گوارا نہیں کرتا کہ ہاتھ پھیلائیں اور مانگیں۔ کوئی شک نہیں ہے کہ آپ نے یہ نہایت مفید خدمت انجام دی ہے حتی الامکان سعی و کوشش کے لیے حاضر ہوں۔ فی الحال دس نسخے روانہ فرمایئے۔ ان سے نمٹ لوں تو اور منگوا لوں گا امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۷۳

۱۸ امرداد ۱۳۴۷ف
(مطابق ۲۳ جون ۱۹۳۸ء)

(۶۶)

مولوی غلام احمد صاحب وکیل
کاشانہ۔ نظام آباد

میرے مکرم و مہربان!

تسلیم! آپ کا خط پہنچا۔ گزشتہ آٹھ دن مجلس جاگیرداران کے انتخاب کے سلسلہ میں کچھ اس طرح مصروف رہا ہوں کہ نہ کھانا وقت پر ملا ہے نہ سونا۔ اس لیے بار بار آپ کا خط ہاتھ میں اٹھاتا تھا اور رکھ دیتا تھا۔ پھر دوسری طرف جواب بھی تو آسان نہیں ہے۔ قومیت۔ وطنیت۔ مذہب۔ مسلم لیگ جماعت خاکساران۔ دیکھنے کو تو چھوٹے چھوٹے لفظ ہیں لیکن پھیلایئے تو کائنات درنغل ہیں۔ آج بھی صرف خط کی رسید بھیج رہا ہوں۔ کل انتخاب کے ہنگامے سے فارغ ہو جاؤں گا اور انشاء اللہ ہفتہ یا اتوار کو آپ کی خدمت میں مسائل پر ذیربحث سے متعلق اپنے خیالات کا مفصل اظہار کروں گا۔ آپ سے نہ ملنے کی جو گستاخی دو مرتبہ گھر بلا کر کی ہے اس کی معذرت اس لیے نہیں کرتا کہ کہیں بدتر از گناہ ہو۔

۸ شہریور ۱۳۴۷ ف
(مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۶۸ء)

(۶۷)

مولوی سید محمود عالم صاحب
ریلوے انجینیر اسٹیشن قاضی پیٹھ
برادر مکرم و محترم۔ زادت الطافکم

گرامی نامہ پہنچا۔ ایک ایک لفظ صداقت و خلوص کا آئینہ دار تھا۔ کچھ تو میں نے پہچان بھی لیا تھا۔ مگر آپ نے اچھا کیا کہ اپنی خوبیوں اور ناقابل لحاظ کوتاہیوں سے مجھے مطلع فرمادیا۔ قرآن و حدیث و فقہ سے ناواقفیت نہایت آسانی سے رفع ہوسکتی ہے۔ اگر آپ روزانہ تھوڑا وقت اخبار بینی اور مطالعہ کے سلسلہ میں چند مذہبی کتابوں کے مطالعہ پر صرف کرسکیں۔ عربی دانی کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ خدا کے فضل سے اردو میں ہر قسم کا مواد جمع ہوچکا ہے چند کتابوں کی طرف، اس توقع پر اشارہ کر رہا ہوں ممکن ہے کہ کبھی آپ کو وقت مل جائے۔

۱۔ ترجمان القرآن (تفسیر قرآن مجید تحریر کردہ مولانا ابوالکلام آزاد) خصوصاً اس کا مقدمہ اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر آپ کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔

۲۔ سیرۃ النبی مولفہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم و تکمیل کردہ مولانا سید سلیمان ندوی۔ اس کی چھ جلدیں اب تک شائع ہوی ہیں اور یہ کتاب اصول و فروغ اسلام سے آپ کی واقفیت کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔

۳۔ خطبات مدراس یعنی مولانا سید سلیمان ندوی کے مدراس والے لکچرز کا مجموعہ۔ چھوٹا سا رسالہ ہے لیکن رسول اللہ کی سیرت پر اس سے بہتر تبصرہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

فی الحال ان تین کتابوں کی طرف توجہ کافی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان کے بعد کسی اور چیز کی بہت کم ضرورت باقی رہ جائے گی۔ یہ سب کتابیں مکتبہ ابراہیمیہ محی الدین بلڈنگس۔ عابد روڈ حیدرآباد دکن میں مل سکتی ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ اخبارات صفر ہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی ایک کام آپ ضرور کر سکتے ہیں اور وہ ریلوے ڈپارٹمنٹ میں اپنے اثر و نفوذ سے مسلمان ملازموں کی بھرتی ہے۔ ریلوے میں اس کمی کو بہت شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے۔ اپنی کوتاہیوں کو گناتے ہوے آپ نے تحریر فرمایا کہ خلوص رکھتا ہوں اور خدمت اسلام کی دلی تمنا اور قلب محبت سرور عالم سے معمور ہے۔ میں حیران ہوں کہ کسی شخص کی دنیا اور آخرت میں سربلندی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے۔ وہ گئے خدمت کے مواقع، وہ تمنائے خدمت خود بخود

فراہم کرے گی۔

اب بتایئے کہ اپنی انگریزی سے ناواقفیت کے نقص کو میں کس طرح دور کر سکتا ہوں۔ میٹرک تک انگریزی پڑھی ہے سمجھ بھی لیتا ہوں اور بقدر ضرورت بول بھی لیتا ہوں کسی فن اور زبان کا عالم نہیں ہوں لیکن فطرت نے قوت آخذہ غضب کی دی ہے کوئی ایسی آسان ترکیب بتایئے کہ جلد صحیح انگریزی میں اچھی طرح گفتگو کرنے اور چھوٹی موٹی تقریر کرنے کے قابل ہو جاؤں۔ کیونکہ مسلمانوں کی حفاظت کے سلسلے میں انگریز عہدہ داروں سے ملاقات کرنی پڑتی ہے تکلیف محسوس کرتا ہوں۔ خط کے آخر میں آپ نے جن تجاویز کو تحریر فرمایا ہے ان کے لیے دل سے ممنون ہوں۔

(۱) آپ کو خوش خبری دیتا ہوں کہ ملک کی تقریباً تمام اسلامی انجمنیں مجلس اتحاد المسلمین کے ساتھ تعاون عمل کر رہی ہیں اور اس کو اپنی نمائندہ جماعت تسلیم کرتی ہیں لیکن اس میں ان کو میں اس لیے ضم کرنا نہیں چاہتا کہ اندیشہ ہے کہ عنقریب مجلس اتحاد المسلمین میں ملازمین سرکار کی شرکت ممنوع نہ قرار دی جائے۔ ایسی صورت میں دوسری علمی، اخلاقی، معاشرتی اور مذہبی انجمنیں جو کام کر رہی ہیں، ان پر بھی برا اثر پڑے گا۔ بلکہ اس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ مجلس کے غیر سیاسی شعبوں کو ایسی انجمنوں کے تفویض کر دیا جائے جو آزادی کے ساتھ کام کر سکتی ہوں۔ اس سلسلے میں آپ سے تفصیلی

ملاقات کا متمنی ہوں۔

(۲) میں خود بھی ارادہ کر رہا تھا کہ چندے کے لیے ایک عام اپیل کروں۔ انشاء اللہ آج ہی تیار کرلوں گا اور مجلس کی منظوری کے بعد چھاپ کر ہی آپ کی خدمت میں روانہ کروں گا۔ سب سے زیادہ ممنون اس دوستانہ مشورہ کے لیے ہوں، جو سادہ زندگی سے متعلق آپ نے دیا ہے۔ دو سال ہوئے اس بات کو خود میں نے بھی محسوس کیا تھا۔ چنانچہ دو سال سے میرے لباس کا سالانہ بجٹ صرف ایک سو روپے ہے۔ اگر کبھی آپ میرے جسم پر کوئی اچھی شیروانی دیکھیں تو یقین کر لیجئے کہ دو برس پہلے کی بنی ہوئی ہے۔ معاشرت کے اسباب جو پہلے سے جمع ہیں وہ ہیں۔ ان میں اضافہ کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا فی الحال گھر کے تین کمروں میں تین مختلف انجمنوں کے دفاتر ہیں شاید آئندہ پورا گھر "بیت الامت" بن جائے۔ اور میں قوم سے ایک آدھ کمرہ اپنے لیے بھی مانگ لوں۔ آپ کہتے ہیں کہ خدانخواستہ جیل جانے کی نوبت نہ آئے گی اور میں کہتا ہوں کہ اس کے بغیر مسلمان مسلمان نہ بنے گا۔

برادر محترم! آپ کو یقین نہ کرنے کا اختیار ہے لیکن گواہ رہیے کہ بہادر خاں کے ہاتھ ہتکڑیوں کے، پاؤں بیڑیوں کے، گردن طوق کی اور سینہ گولیوں کا منتظر ہے۔ آپ نے مجبوراً کہلوالیا ورنہ ان تمناؤں کا زبان پر آنا لفظ تصور کو گھٹا دیتا ہے۔

خط بہت طویل ہو گیا ہے۔ بات اصل یہ تھی کہ ایک ہم رنگ و ہم مشرب کو لکھ رہا تھا معاف کیجئے! دعا کیجئے کہ خدا استقامت عطا کرے۔ والسلام

۲۸ شہریور ۱۳۴۷ف
(مطابق ۳ اگست ۱۹۳۸ء)

(۶۸)

محمد یار علی خاں صاحب
سوار کوتوالی۔ ضلع گلبرگہ شریف

مکرمی!

آپ کا خط پہنچا۔ سردار فضل محمد خاں کے نام کا ایک خط ملفوف ہے۔ ان کو اپنی درخواست کے ساتھ دیجئے۔ اگر آپ نے اپنے فرائض کو عمدگی سے ادا کیا ہے اور ان کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو ضرور ترقی دیں گے اپنے احباب کی جس قدر امداد کر سکوں اس کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہوں۔ مجھے وہ دن یاد ہیں جب آپ میرے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ خدا حافظ!

۲۸ شہریور ۱۳۴۷ف
(مطابق ۳ اگست ۱۹۳۸ء)

(۶۹)

سردار فضل محمد خاں صاحب
محکمہ کوتوالی۔ ضلع گلبرگہ شریف

محترم جناب سردار صاحب

میں نہیں جانتا کہ مجھے آپ کو زحمت دینے کا حق بھی ہے یا نہیں مگر آپ سے دو نسبتیں ایسی ہیں جنھوں نے اس زحمت دہی پر آمادہ کر دیا۔ ایک نسبت مذہبی اور دوسری نسبت قومی۔ آپ کے سواروں میں ایک سوار محمد یار علی خاں میرے قدیم شناساؤں میں سے ہے۔ جب ہم بہت چھوٹے تھے تو ایک ساتھ بیٹھتے اور کھیلتے تھے۔ وہ آپ کے سررشتہ میں ۱۶ سال سے خدمت گذار ہیں۔ اگر ان کی کارگزاری زیادہ قابل اعتراض نہ ہو تو میں ان پر آپ کی خاص عنایت اور صرف ایک درجہ کی ترقی کا متمنی ہوں۔ دیرینہ شناسائی کے حق نے آپ کو زحمت دینے پر مجبور کیا۔ معافی چاہتا ہوں۔

گو آپ سے دور ہوں لیکن آپ میرے دل سے دور نہیں ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا اس زمانہ ابتلا میں آپ کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے اور قبولیت کا یقین رکھتا ہوں۔ ۲۸ شہریور ۱۳۴۷ف
(مطابق ۳ اگست ۱۹۳۸ء)

حکیم یوسف صاحب۔ ناندیڑ

مکرمی!

یہ سن کر اطمینان ہوا کہ ناندیڑ کی حالت اچھی ہے۔ آپ کو خوشی ہوگی کہ حکومت نے اپنی پالیسی ایک حد تک بدل دی ہے پھر بھی ہم کو حکومت کے بھروسے پر نہ رہنا چاہیئے۔ مسلمان کے لیے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ بپائے مردی ہمسایہ جنت میں جانے کو "عقوبت دوزخ" سے بڑھ کر سمجھیں۔ ہم کو اپنی تنظیم سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔

قندھار سے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہاں اغیار کی ریشہ دوانیاں بڑھ رہی ہیں۔ حیران ہوں کہ اب تک وہاں مجلس اتحاد المسلمین کی شاخ کیوں نہیں قائم ہوی۔ اخلاق حسین صاحب کے مضامین رہبر دکن نہ شائع کرے گا۔ خصوصاً جب کہ صدر مجلس شعبۂ اشاعت کی طرف سے بھیجی جائیں۔ آپ اخلاق حسین صاحب سے فرمایئے کہ وہ اپنے مضامین صدر مجلس کو روانہ کر دیا کریں۔ یہاں سے اشاعت کا انتظام ہو جائے گا۔

مخالف کی یہ تمنا ہے کہ مسلمان مشتعل ہوں فساد ہو اور حکومت بدنام کی جائے۔ اگر بدقسمتی سے ہم مشتعل ہو گئے اور اس وقت جبکہ صلح حدیبیہ کی ضرورت ہے۔ میدانِ بدر آراستہ کر دیا

تو اس سے بڑھ کر غلطی نہیں ہو سکتی۔ تیار رہنا اور پُر امن رہنا ہمارا اولین اور آخرین نصب العین ہونا چاہیئے۔

والسلام

(۱۵ آذر ۱۳۴۸ف)

(۷۱)

مولوی جلیل احمد صاحب
معتمد انجمن اسلامیہ ضلع نظام آباد
بخدمت شریف جناب معتمد صاحب انجمن اسلامیہ
ضلع نظام آباد۔

یہ سن کر کہ آپ بیت المال کے سلسلہ میں اپنا دوسرا سالانہ جلسہ منعقد کر رہے ہیں، مسرت ہوی۔ مسلمانان نظام آباد کا ممنون ہوں کہ گذشتہ سالانہ جلسہ میں میں نے جو درخواست کی تھی، اس پر انھوں نے توجہ فرمائی ہے اور اس سال بیت المال کی آمدنی سالِ گذشتہ تقریباً دوگنی رہی۔ ہماری ساری اجتماعی اصلاح و ترقی کا دارومدار روپیہ پر ہے اور ظاہر ہے کہ روپیہ ہماری اپنی، ہی جیبوں سے نکل کر قومی خزانے کی شکل اختیار کرتا ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو انفرادی طور پر احکام الٰہی کی تعمیل اور رضائے الٰہی کی تمنا میں صدقہ و خیرات نہ دیتا ہو۔ لیکن مبارک ہے وہ جماعت جو

نماز و حج کی طرح زکوٰۃ میں بھی تنظیم کو پیش نظر رکھتی ہے اور اپنے صدقات یکجا جمع کر کے قومی ضروریات پر صرف کرتی ہے۔ میری تمنا ہے کہ آپ کا یہ ادارہ سارے دکن کے مسلمانوں کے لیے اسوۂ حسنہ بنے گا اور نظام آباد کی ساری ضرورتوں پر کفیل ثابت ہوگا۔

۲ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۷۲)

جناب مولوی محمود احمد صاحب عرفانی

ایڈیٹر اخبار "الحکم" قادیان

ضلع گرداس پور۔ پنجاب

مکرمی!

خط پہنچا۔ فی الحال حیدرآباد کی انقلابی تحریکوں نے اپنی طرف اس قدر متوجہ کر لیا ہے کہ کسی اور امر کی طرف توجہ دینا مشکل ہے۔ رابطۂ اسلامیہ کی تحریک کو آپ جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ سے محبوب رکھتا ہوں لیکن اتنے بڑے کام میں ہاتھ ڈالتے ہوئے طبیعت جھجکتی ہے۔ محض ایک آدھ اخبار نکال دینا اس کے لیے کافی نہیں ہے۔ آپ کی تجویز سنوں گا کہ وہ کس حد تک مفید ہے آپ کی مہربانی ہے کہ مجھے اس میں حصہ لینے کے قابل سمجھتے ہیں کاش

میں آپ کی مدد کر سکتا۔ اس وقت جب کہ آپ کو خط لکھ رہا ہوں خود مجھے بعض قومی کاموں کے لیے روپے کی اتنی شدید ضرورت ہے کہ کچھ نہ پوچھیے۔ حیران ہوں کہ حیدرآباد کے پتھروں میں کس جونک لگاؤں اور "قاضی الحاجات" کو کس طرح حاصل کروں۔ آپ کو کسی اُمید میں رکھ کر آئندہ پریشان کرنا نہیں چاہتا۔ مجھ سے کسی رقمی امداد کی توقع نہ رکھیے۔

والسّلام

۲/ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۷۳)

مولوی عبد علی قیومی

منصف تعلقۂ نلدرگ۔ ضلع عثمان آباد

جناب مکرم و محترم!

گرامی نامہ پہنچا۔ عید کی مبارکباد کا دلی شکریہ۔ جتنی تجاویز جناب نے بیان فرمائی ہیں، تقریباً سب پیشِ نظر ہیں لیکن کال اور کمی کارکنوں کی ہے۔ صبح سے شام تک بلالحاظ تعطیل ان ہی کے کامیاب بنانے کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ دعا فرمایئے۔

افسوس ہے کہ آپ ایک دور دراز مقام پر بیٹھے ہیں اور میں

کسی امداد سے قاصر ہوں لیکن یقین ہے کہ آپ جہاں کہیں موجود ہوں آپ کے قلب کی برقی شعاعیں آپ کے اطراف وجوانب کو بھرپور کرتی رہیں گی۔ فدا علی صاحب کے ذریعہ سلام عرض کیا تھا پہنچا ہوگا۔ نلدرگ میں اگر صدر مجلس اتحاد المسلمین کی شاخ قائم ہے تو اس کے معتمد صاحب کو حکم دیجئے مجھے ہر ہفتہ وہاں کے حالات سے مطلع کرتا رہے۔ اور اگر قائم نہیں ہے تو جلد قائم کروایئے۔ میں ضروری لٹریچر حاضر کرتا ہوں۔

والسّلام

۲۵ دے ۱۳۴۸ء

(مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۳۸ف)

(۶۴)

جناب علی اسد اللہ خاں صاحب

(برکت بنگلہ) ٹھگی جیل۔ کاچی گوڑہ۔ بلدہ

مکرمی!

مولوی عبدالصمد سراج الدین صاحب کا خط شروع سے آخر تک پڑھا۔ اس کا علاج گلبرگہ جانے اور تفصیل سے حالات کا مطالعہ کر کے تصفیہ کرنے کے بغیر ممکن نہیں جو انشاء اللہ ذی الحجہ میں ہو سکے گا۔ ملازمین پر بندش اٹھنے کی کوشش جاری ہے

حیدری صاحب سے ایک سے زیادہ مرتبہ مل چکا ہوں۔ مگر مجھے بہت کم توقع ہے کہ ہماری حکومت اس بندش کو اٹھائے گی حکومت سے ہمارا مقابلہ ممکن ہے لیکن سخت نامناسب ہے۔ خدا کے لیے عبدالصمد صاحب سے خواہش کیجئے کہ مختصر خطوط لکھا کریں۔ چار صفحے کے مضمون کو وہ بآسانی ایک صفحے میں ادا کر سکتے ہیں طویل خطوط میں مشکل یہ پڑتی ہے کہ بعض ضروری خطوط محض طویل ہونے کی وجہ سے میں نہیں پڑھ سکتا اور ہفتوں میز پر پڑے رہ جاتے ہیں۔

والسّلام

۲۵ دے ۱۳۴۸ف

(مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۷۵)

خان بہادر نواب صدیق علی خاں صاحب

(ام، ال، اے) سنٹرل نواب پورہ۔ ناگ پور

نواب صاحب مکرم و محترم

خان صاحب عبدالرحمٰن خاں صاحب کو آج میں نے ایک خط لکھا ہے۔ اس کی نقل منسلک کر رہا ہوں۔ مجھے خبر نہیں کہ خان صاحب آج کل کھام گاؤں ہیں یا ناگ پور میں۔ اگر ناگپور میں ہوں تو براہ کرم فوراً اُن کو یہ خط دکھا دیجئے۔ اس مقدس

مقصد میں ان کے ساتھ آپ کے اور آپ کے تمام ساتھیوں کے کامل اشتراک عمل اور مخلص مساعی کا یقین کامل رکھتا ہوں۔

(۱۲ جنوری ۱۹۳۹ء)

(۷۶)

خان بہادر نواب صدیق علی خاں
نواب پورہ - ناگپور

نواب صاحب مکرم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بہ سلسلۂ مکتوب گزشتہ مجھے اس امر کی اطلاع دینی ہے کہ حسب ذیل مسلم حضرات مسلم یونیورسٹی کے سینٹ میں شریک ہیں۔ آپ ان سے سینٹ میں اختلاف کروا سکتے ہیں۔ یہاں سے مولوی میر حسن الدین صاحب بی اے ال ال بی وکیل اس سلسلہ میں آپ حضرات کی خدمت میں یاد دہانی کے لیے روانہ کیے گئے ہیں، آپ سے ضرور ملیں گے۔

آپ کا مخلص

۱۔ ایس۔ ڈبلیو۔ اے رضوی صاحب بی اے ال ال بی سی پی، آئی۔

۲۔ خان بہادر سید ذاکر علی صاحب بی اے، آئی ایس او

۳۔ خان بہادر ایچ۔ ایم ولایت اللہ صاحب
بی اے، آئی ایس او
۴۔ شمس العلماء ایم اے غنی صاحب ایم اے
۵۔ حبیب احمد رضوی صاحب ایم اے، ال ال بی
۶۔ محمد ہدایت اللہ صاحب بی اے۔ بار ایٹ لا۔
۷۔ ایس جی تقی صاحب ایم اے

(۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء)

(۷۷)

مولوی فضل احمد صاحب کشمیر والا
پل بنگش (دہلی)

مکرمی!

آپ کا خط مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۹ء پہنچا۔ یوں بھی اخبارات کے ذریعہ آپ کی مساعی سے واقف رہا ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ مجھے خود بھی افسوس ہے کہ دہلی میں آپ سے ملاقات نہ ہو سکی ورنہ جلوس اور ہڑتال کے مسئلہ میں اپنی رائے سے آپ کی ضرور مدد کرتا۔ دلی تمنا ہے کہ مارچ میں ہونے والی پراونیشل مسلم پولیٹیکل کانفرنس کامیاب ہو۔ وفد حیدرآباد نے بھی۔ دہلی اور لاہور کے مسلم کارکنوں کی ہمدردیوں کا اعتراف کیا ہے جس کے لیے

ممنون ہوں۔ کارروائی سے مطلع فرماتے رہیے۔

والسّلام

۳۰ فروردی ۱۳۴۸ف

(مطابق ۴ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۷۸)

جناب مولوی سید اسد اللہ صاحب بی اے

ایڈیٹر نیوایرا۔ نظام شاہی روڈ۔ حیدرآباد

مکرمی!

السّلام علیکم۔ اخبار نیوایرا کے لیے پیغام درج ذیل ہے۔ انگریزی میں ترجمہ فرمالیجیے۔ مجھے سخت افسوس ہے اور سخت شرمندہ ہوں کہ ساری کوششیں رائگاں گئیں۔ اور اس کے لیے رقم کا کہیں سے انتظام نہ کرسکا۔ اس مہینے میں کوئی صورت ممکن نظر نہیں آتی۔

(نوٹ: پیام، نگارشات بہادر یار جنگ میں شائع ہوچکا ہے۔ اس لیے یہاں درج نہیں کیا جارہا ہے)

۳۰ فروردی ۱۳۴۸ف

(مطابق ۴ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۷۹)

محمد خواجہ معین الدین عابد صاحب
متعلم میٹرک۔ نظام آباد

عزیز مکرم!

السلام علیکم۔ خط پہنچا۔ جو لائحہ عمل میں نے روانہ کیا ہے اس کو ایسا نسخہ تصور کیجئے جو ایک بہت ہی کمزور بیمار کے لیے بتدائے زمانۂ علاج میں مرتب کیا گیا ہو۔ اگر آپ کے قوائے ذہنی و عملی اس کی تکمیل جلد کریں تو انشاء اللہ اس کے اجزاء بڑھائے جا سکتے ہیں اور بقدر ظرف ہر قدح خوار کو دیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی ملاقات زیادہ مفید ہوگی۔ ۱۱ اور ۱۲ خورداد کو ضرور آیئے میرے مہمان رہیئے۔ ۱۳ خورداد کو شاید میں باہر چلا جاؤں۔ اپنے آنے سے قبل ایک خط ضرور لکھ دیجئے۔

دفتر میں ہدایت کر دی گئی ہے کہ آپ کے اکھاڑے کو ماہانہ دس روپے جاری کر دیئے جائیں۔

۶ اردی بہشت ۱۳۴۸ف
(مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

☆

(۸۰)

احسن عثمانی صاحب اخبار نویس
دفتر "محشر خیال" اردو بازار دہلی

مکرمی!

السّلام علیکم۔ خط مورخہ ۵ مارچ ملا۔ حیدرآباد کے لیے جو خدمات آپ نے انجام دیں، ان کے لیے اپنی اور حیدرآباد کے مسلمانوں کی طرف سے شکرگزار ہوں۔ آپ نیم سرکاری طور پر آنا چاہتے ہیں اور میں بالکل غیر سرکاری حیثیت رکھتا ہوں۔ اس لیے آپ کا خط جناب ناظم صاحب معلومات عامہ سرکار عالی کی خدمت میں روانہ کر دیا ہے۔ نیم سرکاری حیثیت میں انھیں سے خط و کتابت فرمایئے اور اگر محض اسلامی اُخوت کی بنا پر آپ دکن اور مسلمانان دکن کی خالصتاً لوجہ اللہ خدمت کرنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔ امید کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ فقط

۶ اردی بہشت ۱۳۴۸ف
(مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

۸۱

بخدمت جناب ناظم صاحب معلومات عامہ سرکار عالی

احسن عثمانی صاحب کا ایک خط ملفوف ہے۔ وہ نیم سرکاری

حیثیت سے حیدرآباد آنا چاہتے ہیں اور میں بالکل غیر سرکاری حیثیت رکھتا ہوں۔ اس لیے خط آپ کی خدمت میں روانہ کردیا مناسب کارروائی فرمایئے۔ فقط

۶ اردی بہشت ۱۳۴۸ف

(مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۸۲)

مولوی مرزا امان اللہ بیگ صاحب

رئیس مبارک اسٹیٹ۔ ہٹی۔ ضلع لاہور

مکرمی زادت الطافکم

آپ کا انگریزی زبان میں لکھا ہوا گرامی نامہ اور مولوی مصباح الاسلام صاحب کا خط پہنچا۔ مولوی مصباح الاسلام صاحب نے میرا نام اس کانفرنس کی صدارت کے لیے شاید اس لیے پیش کیا ہو کہ صوبۂ متوسط کی سیرت کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے ناگپور میں، میں نے قریشی صاحب سے مخالفت کی تھی اور اس حقیقت کو بہ یک نظر پہچان لیا تھا جس کو اب آپ نے بعد تلاش و تحقیق دریافت کیا ہے۔ مجھے مسرت ہوتی اگر میں آپ کی اس دعوت کو قبول کرسکتا۔ لیکن ایک سے زیادہ وجوہ ایسی ہیں کہ میں اس سے قاصر ہوں ذیل میں ان وجوہ کو اس

لیے درج کرنا چاہتا ہوں کہ زمانے نے اس چھوٹی سی عمر میں جو اہم تجربات مجھے کرائے ان سے آپ بھی باخبر ہو جائیں اور شاید وہ آپ کے اور مسلمانانِ ہند کے لیے مفید ثابت ہوں۔

سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حیدرآباد کے سیاسی حالات اس قدر پیچیدہ ہو گئے ہیں کہ اس حالت میں میرا کسی اور مقصد کے لیے سفر کرنا ممکن نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نظام سیرت کے اس اختلاف میں کسی مفید نتیجہ کا متوقع نہیں۔ میں جانتا تھا اور جانتا ہوں کہ کوئی مرکزی سیرت کمیٹی تھی، نہ ہے۔ قریشی صاحب کی ذات اس خلوت میں انجمن تھی۔ اور انھیں کا حکم اس انجمن کا متفقہ فیصلہ۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نظام سیرت کے سلسلہ میں طول و عرض ہند سے جو سرمایہ وصول ہو رہا تھا، اس کو صرف قریشی صاحب اپنے اختیارات سے صرف کر رہے تھے یہ بھی صحیح ہے کہ سیرت کانفرنس صوبۂ متوسط کے سلسلہ میں مجھ سے اور ان سے چند اصولی مسائل میں اختلاف رہا۔ لیکن ان سب کے باوجود، میں ان سب کا اعتراف نہ کرنا گناہ سمجھتا ہوں کہ خدا نے قریشی صاحب کو ان چند انسانوں میں سے ایک بنایا ہے جو دنیا میں عزم راسخ کے ساتھ پیدا کیے گئے ہیں۔ ایسے چند صاحبانِ عزم سے مجھے اپنی قومی زندگی کے سلسلہ میں سابقہ پڑا۔ میں نے ان کی فطرت کو سیمابی اور دنیا کے جمہوری ضوابط

اور دستوری اصول کو ان لوگوں کے لیے زنجیر پا دیکھا۔ وہ اپنے ہمراہیوں کو سست عناصر پاتے ہیں۔ اور شیر خدا یا رستم دستان کی تلاش میں راستے کی دشواریوں کا خیال کیے بغیر تنِ تنہا نکل پڑتے ہیں۔ انجمن آرائیاں قواعد و ضوابط۔ غلبۂ آرا۔ یہ سب ان کے خیال میں عملی دنیا کی باتیں نہیں ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے کام ہمارے قرار دادہ اصول جمہوریت کے خلاف نظر آتے ہیں۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ انہی کاموں کو جب اصول و دستور کے تحت لانے کی کوشش کی جاتی ہے تو اچھے الفاظ اور پرجوش تقریروں کی تو بہتات ہوتی ہے لیکن خاموش عمل کرنے والوں کا فقدان۔ اس انقلاب کو زندگی کی بجائے موت کا آئینہ دار بنا دیتا ہے۔ ناگپور کے شدید اختلاف کے بعد قریشی صاحب سے نہ میری ملاقات ہوئی، نہ مراسلت۔ ناگپور میں جو کچھ میں نے کیا وہ ایک جمہوری اصول پر قائم ہونے والی کانفرنس کے صدر کا فریضہ تھا۔ لیکن اب جو مشورہ میں آپ کو دے رہا ہوں، وہ ایک مسلمان کا تجربہ اور اس کی بصیرت اور فراست ایمانی ہے جس سے انکار تحدیث نعمت کے خلاف ہوگا۔ قریشی کو اپنے حال میں کام کرنے دیجئے۔ مسلمانوں کا دس پانچ ہزار روپیہ اگر انھوں نے کھا بھی لیا ہے تو اس کام کے مدنظر جو انھوں نے کیا میں ان کو قابل معافی سمجھتا ہوں۔ اور آپ کو اپنے تجربہ کی بنا پر یقین

دلاتا ہوں کہ اختلاف کے جوش میں کمیٹیاں بن جائیں گی۔ قریشی کے خلاف سارے ہندوستان میں شور مچ جائے گا۔ سیرت کمیٹی کا چلتا ہوا کام رک جائے گا۔ ہزاروں بندگان خدا جو سیرت کی تحریک سے عقیدت رکھتے ہیں (اور جس تحریک کی افادیت سے آپ کو بھی انکار نہیں ہے) بدظن ہو جائیں گے چند روز تک یہ سارے ہنگامے رہیں گے اور چوں کہ ان ہنگاموں کی تہہ میں مجھے معاف فرمایئے۔ تخریب غیر کا جذبہ کام کرے گا اور تعمیر خویش کی تمنا نہ ہوگی۔ اس لیے چند دنوں میں ساری تحریک فنا کے گھاٹ اتر جائے گی۔ میری یہ مخلصانہ رائے ہے کہ قریشی صاحب کی زندگی تک ان کو نہ چھیڑا جائے، کام کرنے دیا جائے بلکہ مدد کی جائے۔ جہاں وہ غلط راستہ اختیار کریں صرف اسی حد تک اختلاف کر کے ان کو راستے سے ہٹا دیا جائے جیسا کہ میں نے ناگپور میں کیا۔ اور کوشش کی جائے کہ وہ مرنے سے پہلے سیرت کمیٹی کو ایک ٹرسٹ قائم کر کے وقف کر دیں۔ یہ کام مخالفت سے نہ ہوگا، محبت میں شاید ہو جائے۔

میرے یہ پراگندہ خیالات ممکن ہے آپ کی دل شکنی کا باعث ہوں۔ میں اس کے لیے معافی خواہ بھی نہیں ہوں کیوں کہ یہ میرا فرض ہے اور ہمیشہ تلخ ہوتا ہے۔ آپ کا ممنون ہوں کہ

اہم انقلابی مجلس کی صدارت کے لیے مجھے منتخب فرمایا۔ لیکن عدیم الفرصتی اور اختلاف رائے کی وجہ سے شرکت سے معذور ہوں۔ اور متوقع ہوں کہ ان چند سطور پر آپ اور مولوی مصباح الاسلام صاحب ٹھنڈے دل اور سنجیدہ دماغ کے ساتھ غور فرمائیں۔ میرا یہ خط ان کے عنایت نامہ کے جواب میں مولوی مصباح الاسلام صاحب کو دکھا دیجئے۔ مجھے یقین ہے کہ ان پر اس کی حقیقتیں واضح ہوں گی اور وہ آپ کو صحیح مشورے دے سکیں گے۔

حیدرآباد سے متعلق آپ کی مساعی اور توجہات کے لیے تمام مسلمانانِ دکن کی طرف سے ممنون ہوں۔

والسّلام

۹خرداد ۱۳۴۸ف

(مطابق ۱۴اپریل ۱۹۳۹ء)

(۸۳)

مولوی سید اصغر علی صاحب وکیل

اورنگ آباد

مکرمی!

گرو شنکر اچاریہ اورنگ آباد آرہے ہیں اور اسی دورہ

کے سلسلہ میں ہمارے تبلیغی کام کا بھی معائنہ کرنا چاہتے ہیں، تاکہ افترا پردازوں کی اس افترا پردازی کا اندازہ کریں کہ تبلیغ۔ حکومت کی امداد سے اور بہ جبر کی گئی ہے۔ اورنگ آباد میں تبلیغ کی کوئی شاخ اب نہیں رہی۔ اس لیے جناب کو زحمت دے رہا ہوں کہ جیسے ہی گروجی وہاں آئیں آپ ان سے ملاقات فرمائیے۔ میں نے بھوکردن کے مبلغ مولوی ..... کو اطلاع دے دی ہے۔ کہ وہ آپ کی ہدایت کے منتظر رہیں۔ اگر گروجی نومسلمین سے اورنگ آباد میں ملنا چاہیں تو پندرہ بیس نومسلمین کو اورنگ آباد طلب کر لیا جائے اگر وہ خود بھوکردن جانا گوارا کریں تو آپ ان کے ساتھ بھوکردن جائیے اور نومسلمین سے ملائیے اور نومسلمین سے وہ تمام تکلیفیں ان کے سامنے بیان کروائیے جو مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ان کو مقامی ہندوؤں سے پہنچی ہیں۔ گروجی کے ساتھ راجہ دھرم کرن بہادر اول تعلقدار بیدر رہیں گے۔ جن کے یہاں میں نے آپ کا پتہ نوٹ کروا دیا ہے۔

۳۰ خرداد ۱۳۴۸ف،
(مطابق ۵ مئی ۱۹۳۹ء)

(۸۴)

جناب مولوی راغب احسن صاحب
ضلع مسلم لیگ۔ نمبر ۸۔ زکریا اسٹریٹ کلکتہ

گرامی نامہ کے جواب میں عمداً تاخیر ہوئی۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ تمام مضمرات کو جانتا ہوں اور وہاں آنے کے لیے خود بے چین ہوں۔ لیکن یہاں کے حالات کچھ ایسے پیچیدہ ہیں کہ ابھی کچھ دنوں یہاں سے نکلنا ممکن نہیں۔ تمام معاملات حکومت حیدرآباد کی طرف سے قائد اعظم کی خدمت میں پیش ہو چکے ہیں اور ان کے حیدرآباد آنے پر تصفیہ کا انحصار ہے۔ ۸ جولائی کو آنے والے تھے لیکن اب ۲۱ جولائی کو توقع کی جا رہی ہے۔ جب تک یہاں کا اونٹ کسی کروٹ نہ بیٹھ جائے۔ میرا یہاں سے نکلنا ممکن نہیں ہے۔ جیسے ہی حالات درست ہوں گے آپ کو اطلاع دوں گا۔ ایک مرتبہ پھر شکریہ عرض کرتا ہوں۔ امید کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ فقط

۶ شہریور ۱۳۵۰ف
(مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۴۱ء)

(۸۵)

جناب ارشاد الدین صاحب
جے پور
مکرمی زادت الطافکم
ایکسٹوئیں دورہ سے واپس آکر آپ کا مورخہ ۱۱ جولائی

پڑھنے کی مسرت حاصل کی۔ عزیز مکرم سید بشیر الدین صاحب اگر میرے غیاب میں حیدرآباد آئے ہوں تو مجھے سخت افسوس ہے کہ ان کو مایوسی ہوی ہوگی اور اگر نہیں آئے تو میں ان کے لیے چشم براہ ہوں مجھے ان سے مل کر مسرت ہوگی۔ آپ کی مہمان نوازیاں اور دائرہ کے تمام بھائیوں کی صحبتیں اور جے پور کے مسلمانوں کا جوش مذہبی کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ میری دلی تمنا ہے کہ ایک مرتبہ پھر آپ سے ملوں اور آپ کے ساتھ بارہ بستی کا مکمل دورہ کروں۔ اس سلسلہ میں آپ کو زحمت دینا چاہتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ آپ اس کو زحمت نہ سمجھیں گے اگر ممکن ہو تو بارہ ہزاری سے جس کے یہاں ہم سب پٹھانوں اور پیرادوں کے شجرہ ہائے نسب ہوا کرتے ہیں۔ میرا نسب نامہ از ابتدا تا ایں دم لکھوا کر روانہ کیجئے۔ باعث منت ہوگا۔ سب بھائیوں کو میرا اسلام پہنچایئے۔ امید کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ بارہ ہزاری کی سہولت کے لیے میں یادداشت درج کر رہا ہوں۔

"محمد بہادر خاں ساندوزائی شاخ ساندوزائی ابن محمد نصیب خاں المخاطب بہ نواب نصیب یاور جنگ۔ ثالث ابن محمد دولت خاں المخاطب بہ نواب نصیب یاور جنگ ثانی ابن محمد بہادر خاں ابن محمد دولت خاں"۔

۲۲ شہریور ۱۳۵۰ف
(مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۴۱ء)

(۸۶)

مولوی لقاء اللہ صاحب۔ عثمانی۔ کوچہ فتح جنگ۔ حیدرآباد

مکرمی!

میرا خط آپ کو دیر سے ملا۔ یقیناً میرے دفتر میں کچھ غلطی ہوگئی ہوگی۔ قائد اعظم محمد علی جناح حیدرآباد آگئے ہیں۔ ان کی موجودگی تک میں کوئی وقت نہ نکال سکوں گا۔ اس لیے کچھ دیر کی تاریخ مقرر کر رہا ہوں۔ بتاریخ ۱۸ رجب ۱۳۶۰ھ بروز سہ شنبہ صبح ۹½ بجے منتظر رہوں گا۔ امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

۲۳ شہریور ۱۳۵۰ف
(مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۴۱ء)

(۸۷)

موسومہ نامعلوم

مدگل

آپ کے خط کو پڑھ کر مسرت ہوئی۔ آپ نے جو ارادہ کیا ہے وہ مبارک ہے۔ میں نے رائچور کے دورہ کے سلسلہ میں دیودرگ

اور رہوگرہ دو مقامات کے بافندوں کی تنظیم کی ہے اور ضلع رائچور کی مجلس کو ہدایت کی ہے کہ ان سے کپڑا حاصل کر کے مسلمانوں میں فروخت کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اس سلسلہ میں رائچور میں ایک دوکان بھی قائم کر دی گئی ہے جس کا نام "دکن پارچہ گھر" رائچور ہے۔ آپ اپنے کام کے سلسلہ میں معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین ضلع رائچور یا منیجر صاحب "دکن پارچہ گھر" کو لکھ کر تفصیلات معلوم کیجئے۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ فقط

۳ مہر ۱۳۵۰ف
(مطابق ۹ اگست ۱۹۴۱ء)

(۸۸)

مولوی عبدالصمد خاں صاحب راجستھانی
کیپٹن ہوز۔ چومون۔ ریاست جے پور

آپ کے علی گڑھ سے آئے ہوئے خط کا جواب اسی وقت روانہ کر دیا۔ یقین ہے کہ آپ کو پہنچا ہوگا۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ نواب صاحب چھتاری سے ملاقات کی۔ حیدرآباد ضرور آیئے۔ جس قدر کوشش ممکن ہے اس سے میں دریغ نہیں کروں گا لیکن میں نے اس خط میں بھی لکھا تھا اور اب بھی یہی کہتا ہوں کہ

میرے کسی قریب ترین عزیز بھائی بلکہ بزرگ کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ کسی خط پر میری طرف سے دستخط کرے۔ آپ نے میری خواہش پر، میری طرف سے بیانات دینے کا تو سلسلہ ختم کیا لیکن بھوپال سے میری جانب سے خطوط پر دستخط کر کے جاری کرنے کا نیا سلسلہ شروع کیا جس کو میں سخت ناپسند کرتا ہوں اور آپ کی کوئی دلیل مجھے مطمئن نہیں کر سکتی۔ اس لیے میری آپ سے مخلصانہ خواہش ہے کہ آپ اگر میرے اور اپنے تعلقات کو کوئی اہمیت دیتے ہیں تو آئندہ ہرگز ایسا نہ کیجئے۔ میں چاہتا تو نہ تھا کہ نواب صاحب چھتاری سے کسی ذاتی معاملے میں شکر گزار ہوں کیونکہ میرے بہت سے قومی مسائل اس وقت ان کے سامنے ہیں۔ لیکن آپ نے ان سے میری طرف سے ملاقات کر ہی لی تو مجھے عذر نہیں ہوگا اپنے سے جس قدر کوشش ممکن ہے ضرور کروں گا۔ ایک مشکل اور ہے۔ نواب صاحب کے تقرر کے ساتھ ہی ملک میں ایک شور مچا کہ اب غیر ملکیوں کو بہت مواقع ملیں گے اور نواب صاحب نے یہاں آتے ہی وعدہ کر لیا کہ کسی قابل ملکی پر غیر ملکی کو ترجیح نہ دیں گے۔ میں حیران ہوں کہ آپ کی نسبت صداقت نامہ ملکی آخر کس طرح حاصل کیا جا سکے گا۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ محترم بہلول خاں صاحب اور جنگ بہادر خاں صاحب کو میرا اسلام پہنچایئے

۱۳ آبان ۱۳۵۰ف
(مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۴۱ء)

(۸۹)

مولوی اختر قریشی صاحب
ایڈیٹر اخبار "دکن" مدراس
گوشہ محل۔ توپ خانہ۔ حیدرآباد

یہ سُن کر بے حد مسرت ہوی کہ آپ مدراس سے ایک سہ روزہ اخبار "دکن" کے نام سے نکال رہے ہیں۔ مجھے دکن سے محبت ہے اور دکن سے محبت رہے گی۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ جنوبی ہند میں احیاء زبان اردو کے مقصد میں پوری پوری طرح کامیاب ہوں۔ ترقی اردو کی کوشش شمال میں اتنی ضروری نہیں ہے۔ انتہائی جنوب میں ضروری ہے۔ جنوبی ہند کے مسلمانان شمالی ہند کے مسلمانوں سے اپنے رابطہ اخوت کو اس وقت تک مضبوط نہیں بنا سکتے۔ جب تک یہ رابطہ لسانی نہ ہو۔ مسلم لیگ کے گزشتہ اجلاس میں شامل جلنے والے مسلمانوں کی اردو سے ناواقفیت پر رونے کو جی چاہتا تھا۔

الحمدللہ کہ آپ زورِ قلم رکھتے ہیں۔ خدا نے آپ میں عمل کی صلاحیت بھی دی ہے۔ ان نعمتوں سے صحیح طریقہ پر

کام لیجئے۔ میں آپ کی منزل کو بہت قریب دیکھ رہا ہوں۔

۸ آذر ۱۳۵۱ ف

(مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

(۹۰)

(موسومہ نامعلوم)

مکرمی!

ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جہاں بھی مسلمانوں کی کوئی جماعت پہلے سے ان کی خدمت کر رہی ہو وہاں ہم جدید اسٹیٹ مسلم لیگ قائم نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے بڑودہ میں بڑودہ مسلم کانفرنس کو وہاں کی مسلم لیگ قرار دے دیا ہے اور پالن پور میں سیرت کمیٹی کو مسلم لیگ تصور کر کے کوئی دوسری مسلم لیگ قائم نہیں کی اور اگر دوسری اسٹیٹ مسلم لیگ قائم کرنا ہوتا تو میں اپنے دورے کے زمانے ہی میں پالن پور میں قائم کر دیتا۔ وہاں کسی اسٹیٹ مسلم لیگ کو میں نے قیام کی اجازت نہیں دی۔ ممکن ہے آل انڈیا اسٹیٹ مسلم لیگ کے سکریٹری صاحب کو پورے واقعات بتائے بغیر کسی نے ان سے اجازت لے لی ہو۔ میں اس کی تحقیقات کر رہا ہوں۔ بہرحال میرے نزدیک پالن پور کی سیرت کمیٹی ہی وہاں کی اسٹیٹ مسلم لیگ ہے۔ رسول خاں صاحب

پٹھان صدر بڑودہ اسٹیٹ مسلم کانفرنس کو لکھ رہا ہوں کہ وہ ہر وقت آپ کو مشورہ دیا کریں۔ آپ ان سے مل کر ضرور ہدایات حاصل کیجئے۔ قاسم بھائی کا تار آیا تھا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو تاریخ و وقت سے اطلاع دی ہے۔ اگر آئیں تو ضرور ملوں گا۔ میری دعا ہے کہ آپ مسلمانوں کو متحد و متفق کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ فقط

۹ آذر ۱۳۵۱ف
(مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

(۹۱)

ایڈیٹر زمزم
مکرمی!

السلام علیکم۔ آپ کا خط اور منشور عدل پہنچا۔ مجھے خط کے بعض فقروں سے تعجب ہوا۔ پاکستان جس کی خاطر میں نے صوبۂ سرحد کا دورہ کیا۔ اگر آپ مجھے اس کے لیے سرگرم نہیں پا رہے ہیں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ لیکن اس کا اندازہ آپ نے کیسے فرمایا کہ اس کے لیے پُر امید بھی نہیں ہوں۔ برخلاف اس کے میں تو ان لوگوں میں سے ہوں جو پاکستان پر یقین کامل رکھتی ہیں اور اس کو ہندوستان کے سیاسی مسائل اور خصوصاً مسلمانو

کے مستقبل کا واحد حل تصور کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ قائد اعظم مدظلہ سے ریاستی مسائل کے سلسلہ میں میرا اختلاف ہے حالانکہ اس کے برخلاف میں نے آج تک ان کی مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھایا اور میری سیاسی زندگی کی ہر منزل میں وہی میرے رہنما رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ان دونوں خیالات کی اصلاح فرمالیجئے۔

یہ صحیح ہے کہ آپ مجھے پاکستان کے لیے اپنی توقع کے مطابق سرگرم نہیں پا رہے ہیں۔ اس کی وجہ تقسیم کار اور اپنے متعلقہ کام سے میری گہری دلچسپی ہے۔ پاکستان میری منزل مقصود اس کے لیے ممکنہ سعی میرا فرض لیکن اس منزل کی طرف بڑھنے کا جو راستہ میرے لیے معین کیا گیا، وہ ریاستی مسلمانوں کی تنظیم ہے۔ الحمد للہ اس میں سرگرم ہوں اور رہوں گا۔ جب فرصت ملتی ہے یا حکم ہوتا ہے تو اپنے حدود عمل سے باہر آکر بھی ممکنہ خدمت انجام دے دیتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی دوں گا۔

آپ کے سوالات اور منشور کو میں نے بہت غور سے پڑھا سوالات کا جواب خود آپ کے آخری سوال میں موجود ہے۔ میں اس قدر عدیم الفرصت ہوں کہ مجھ سے تفصیلی جوابات کی جو "زمزم" کے لیے مقالہ بن سکیں، توقع نہ رکھیں۔ مختصر یہ کہ ہندوستان کی تمام سیاسی کش مکش کا واحد حل، جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہوں،

پاکستان کو سمجھتا ہوں اور میرے خیال میں پاکستان کے لیے ہر قسم کی سعی اور کوشش حرام ہے۔ اگر پاکستان سے الٰہی اور قرآنی حکومت مراد نہیں ہے جس میں قانون سازی کا بنیادی حق صرف خدائے قدوس کو حاصل ہو اور ہمارے بتائے ہوئے قوانین اس کی توضیح و تشریح کریں۔ میں زندگی کے ہر گوشہ اور حیات کے ہر پہلو کے لیے قرآنی نظام کو کافی اور شافی سمجھتا ہوں۔ چاہے حیاتِ انسانی کا وہ گوشہ اخلاقی ہو یا علمی، اقتصادی ہو سیاسی، حالتِ امن سے متعلق ہو یا حالتِ جنگ سے اور یہی وجہ ہے کہ نہ روسو کا قائل ہوں نہ کارل مارکس کا، نہ لینن کا قائل ہوں نہ ٹالسٹائے کا۔ نہ اینی بسنٹ کا قائل ہوں نہ گاندھی کا۔ اور اپنی اس بغاوت کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر جناح اور مشرقی بھی اس کے سوا کوئی اور نظامِ حیات چاہتے ہیں تو ان کا بھی قائل نہیں ہوں۔

آپ کے منشور عدل سے متفق ہوں لیکن اپنے دیرینہ تجربے کے بعد مقصد قیامِ عدل کے لیے کسی جماعت کا قائل نہیں مسلمانوں میں جماعتوں ہی کی کثرت نے ذہن و فکر کا اور پھر عمل کا اختلاف پیدا کیا۔ اپنی زندگی کے سارے مقاصد کو ایک مرکز کے ذریعے پورا کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگر اس کے مواقع آج نہیں رہیں تو مواقع پیدا کرنے ہی کو مقصدِ حیات بنا لیجئے۔ جسٹس (Justice) آپ کا مشن ضرور ہو لیکن "جسٹس مشن" میری سمجھ سے

خارج ہے۔ امید ہے کہ اب آپ کو مجھ سے بے توجہی کا گلہ نہ رہے گا۔ لیکن متوقع ہوں کہ میرے مشاغل کا خیال آپ ضرور رکھیں گے اور مجھے اپنے کام میں لگے رہنے دیں گے۔ یہ سن کر کہ آپ علیل ہیں۔ افسوس ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو صحت دے۔

فقط

۲۳ دے ۱۳۵۱ف۔

(مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۴۱ء)

(۹۲)

سید احمد صاحب جانباز

گتہ دار (سابق خاکسار ضلع عثمان آباد)

مکرمی!

السلام علیکم۔ ضلع عثمان آباد سے جس انداز میں علامہ عنایت اللہ خاں صاحب مشرقی کی مزاج پرسی کے لیے خطوط وصول ہو رہے ہیں۔ ان کا انداز ایک پروپگنڈہ کا سا ہے۔ مجھ جیسے کارکن کے لیے یہ بات بجائے مسرت بخش ہونے کے تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو آپ لوگ مجھے دق کرنا چاہتے ہیں یا اتنا بے حس سمجھتے ہیں کہ آپ کے بار بار یاد دلانے کی ضرورت ہے۔ میں علامہ صاحب کے مسائل سے بالکل متعلق ہوں اور جس قدر سعی ممکن ہے کر رہا ہوں۔ ان کے

مزاج کی کوئی کیفیت مجھے معلوم نہیں۔ جب معلوم ہوگی، آپ کو ضرور مطلع کروں گا۔ فقط

۲ بہمن ۱۳۵۱ف
(مطابق ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء)

(۹۳)

عبدالصمد خاں صاحب راجستھانی
جے پور

راجستھانی صاحب!

آپ کا خط مورخہ ..... پہنچا جس کو پڑھ کر مجھے اتنی ہی حیرت ہوئی، جتنی اس رات کو گفتگو سے ہوئی تھی۔ جو بھوپال میں میری آخری رات تھی۔ میں نے بارہا اعتراف کیا ہے اور آج پھر مجھے اس میں کسی قسم کا دریغ نہیں کہ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ تنہا آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور میں تو محض آپ کے مجبور کرنے سے اس ذمہ داری کو اپنے سر لینے پر آمادہ ہوا۔ اور مجھے اس کا بھی اعتراف ہے کہ اپنی سابقہ ذمہ داریوں کی وجہ سے صدارت کے فرائض اس طرح ادا نہ کر سکا جس طرح ادا کرنے کا حق ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں جو مشقتیں برداشت کیں، ان سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا۔ گو مجھے اس عرصے میں آپ سے بہت سی

شکایتیں رہیں۔ آپ نے میرے علم اور اجازت کے بغیر میری طرف سے بیانات شائع کیے۔ میری طرف سے خطوط لکھے اور میرے علم و اطلاع کے بغیر اس پر میرے دستخط کیے۔ یہ باتیں ایک شخص کی انتہائی خفگی کے لیے کافی تھیں۔ لیکن محض آپ کے جوشِ عمل کو دیکھ کر میں نے ان کو برداشت کیا۔ اب کچھ دنوں سے میں محسوس کر رہا تھا کہ اپنی مالی مشکلات کی وجہ سے آپ بہت پریشان ہیں۔ خود آپ نے دہلی اور مدراس میں میرے اور صدیقی صاحب کے اصرار کے باوجود خواہش کی کہ سکریٹری شپ کی ذمہ داریوں کو برداشت کرنے کے لیے کسی اور شخص کا انتخاب کیا جائے۔ اس لیے میں نے صدیقی صاحب سے خواہش کی تھی کہ وہ سکریٹری شپ کے فرائض انجام دیں۔ انھوں نے اس سلسلہ میں جو اعلان کیا وہ بھی یہی ہے کہ اصل سکریٹری آپ ہی ہیں اور وہ قائم مقام طور پر آپ کی مصروفیتوں کی وجہ سے ان فرائض کو انجام دیں گے اس پر آپ کی خفگی میری اور ان کی سمجھ سے باہر ہے۔ اب بھی میں آپ ہی کو سکریٹری سمجھتا ہوں۔ معاملات کو جانچنے میں جذبات سے کام نہ لیجیے۔ میری مخلصانہ رائے یہ ہے کہ پہلے اپنے خانگی حالات کو درست کیجیے۔ جب آپ اپنے فرائض کو کماحقہ انجام دینے کے قابل ہو جائیں۔ آپ کا کام آپ کے سپرد کرنے میں نہ مجھے کوئی عذر ہوگا نہ صدیقی صاحب کو۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم دونوں کو

آپ سے خلوص و محبت ہے۔ ہمارے اخلاص کو مجروح نہ کیجئے اب مسئلہ کو زیادہ نہ الجھایئے۔ آپ حیدرآباد آیئے۔ میں آپ سے بالمشافہ گفتگو کروں گا اور جس قدر مجھ سے آپ کی امداد ممکن ہے اس سے بھی دریغ نہ کروں گا۔ آپ جس انداز سے معاملات کو طے کرنا چاہتے ہیں، وہ اسٹیٹ مسلم لیگ کے لیے اور خود آپ کے لیے کچھ مفید نہ ہوں گے۔ میری تمنا ہے کہ آپ مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور خدا آپ کو صحیح نتائج پر پہنچنے میں مدد دے۔

فقط ۲، بہمن ۱۳۵۱ف

(مطابق ۵ دسمبر ۱۹۴۱ء)

(۹۴)

حضرت مولوی سید محمود صاحب

مدرسۂ جانشینان مشائخین مہدویہ

کاچی گوڑہ۔ حیدرآباد

حضرت مولوی سید محمود صاحب۔ دامت برکاتکم

گرامی نامہ ملا تو کل ہی لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ سے آج بنگلور جاتے ہوئے اس کو راستہ میں پڑھ سکا۔ تینوں مبارک بادیوں کا شکریہ۔ لیکن کم از کم "متاع قلیل" "مبارکباد کی آپ سے توقع نہ تھی۔ میں بہرحال مہدوی ہوں۔ تو کل مجھ پر فرض اور دنیا چاہے

وہ دوسروں کے نزدیک۔ کتنی ہی بڑی ہو، میرے نزدیک قلیل۔ دعا فرمایئے کہ ع

ایں آوارہ کوئے کسے آوارہ تر بادا

رہ گیا دوسروں کا میری نسبت خیال۔ اگر وہ معاملات دنیاوی میں ہوتا تو جواب بھی دیتا۔ لیکن میرے ایمان وایقان کی نسبت کسی کو کچھ سمجھنے یا کہنے کا حق ہی کیا۔ آپ نے سچ کہا۔ انہوں نے مجھے ابھی تک نہیں پہچانا۔ غیر پہچانتے ہیں اور بلا ارادہ مجھے فراست مومن کا مجسمہ سمجھ کر ڈرتے اور میں واللہ المستعان علی ما یصفون کہہ کر چپ ہو رہتا ہوں۔ دُعا فرمایئے کہ خدا صراط المستقیم دے اور ثابت قدم رکھے۔

"صدق" کے مسئلے میں آپ کی مراسلت بہت غور سے پڑھی آپ نے جس عمدگی سے اس مسئلہ کو طے کیا ہے اس کے لیے مبارکباد قبول کیجئے۔ صدق میرے یہاں آتا ضرور ہے۔ لیکن مجھے پڑھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ اپنے سکریٹری کو ہدایت کی ہے کہ ۲۴ اگست سے آج تک کے پرچے اگر محفوظ ہیں تو آپ کی خدمت میں بھیج دے انشاء اللہ پہنچ جائیں گے۔ مولوی عبدالماجد دریابادی بہت سنجیدہ بزرگ ہیں مجھے یقین ہے کہ وہ مسئلہ کو صاف کر دیں گے۔ حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں سلام و اشتیاق قدم بوسی عرض کیجئے امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط

Shaik Bodhan.
BOOK BINDER.
Resedent. Patther Ki Masjid.
16-3-935Chanchalguda, Hyd-A. P.

ik Bodhan.
BOOK BINDER.
Residence, Patther Ki Masjid,
Chanchalguda, Hyd-A. P.